بموقع: تحفظ سنت کانفرنس

زیر اہتمام: جمعیت علماء ہند

صحابۂ کرامؓ کے بارے میں غیر مقلدین

کا

نقطۂ نظر

از

مولانا محمد ابوبکر غازیپوری

شائع کردہ

جمعیۃ علماء ہند

۱- بہادر شاہ ظفر مارگ نئی دہلی ۲ ۱۱۰۰۰۲ (انڈیا)

صحابۂ کرامؓ کے بارے میں غیر مقلدین

کا

نقطۂ نظر

از

محمد ابوبکر غازیپوری

شائع کردہ

شعبہ نشر و اشاعت جمعیۃ علماء ہند۔ ۱، بہادر شاہ ظفر مارگ نئی دہلی۔ ۲

پیش لفظ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تقلید کا مطلب ہے کہ اکابر امت میں سے وہ حضرات جن کو اللہ نے اپنے دین کی خصوصی سمجھ عطا فرمائی ہے۔اور کتاب و سنت کے علوم کے وہ ماہر اور اس میں گہری نگاہ رکھنے والے ہیں، ان پر اعتماد کیا جائے اور دین کے سلسلہ میں ان کی رہنمائی کو قبول کیا جائے، گویا تقلید میں پہلی چیز اسلاف امت پر اعتماد ہے، اب ظاہر بات ہے کہ عدم تقلید کا مفہوم اس کے برعکس ہوگا۔ یعنی عدم تقلید کی پہلی بنیاد یہ ہے کہ اسلاف امت پر اعتماد نہ ہو، یعنی مقلد وہ ہوا جو دین و شریعت کے بارے میں صحابہ کرامؓ ائمہ دین اور دیگر اسلاف امت پر اعتماد کرتا ہو، اور غیر مقلد وہ ہوتا ہے جو دین کے معاملہ میں اسلاف کو ناقابل اعتماد قرار دیتا ہو۔

جب عدم تقلید کا خاصہ اور اس کی بنیاد یہی ہے تو اس کا نتیجہ یہ ہے اور یہی ہونا چاہئے کہ غیر مقلدین کا قلم آزاد ہو گیا۔ اسلاف امت پر ان کا نقد حدود سے تجاوز کر گیا، ائمہ دین اور فقہائے امت اور اولیاء اللہ کی ذات کو مجروح کرتے کرتے صحابہ کرام کی قدسی جماعت بھی ان کی زد پر آگئی۔

جن صحابہ کرام کی محبت کو ایمان کا تقاضا حدیث میں قرار دیا گیا اور ان کی عداوت و دشمنی کو اللہ اور اس کے رسول کی عداوت و دشمنی قرار دیا گیا، ان صحابہ کرامؓ پر غیر مقلد علماء اور اہل قلم نے نقد و جرح کی باڑھیں تان دیں۔ اور انھوں نے صحابہ کرام کو عام امتی کی صف میں کھڑا کر دیا، اور صاف صاف

اعلان کر دیا کہ صحابہ کرام کا نہ قول حجت، نہ فعل حجت، نہ فہم حجت، نہ رائے حجت حتی کہ خلفائے راشدین کی جاری کردہ سنت کو بھی جس کو لازم پکڑنے کا حدیث شریف میں حکم تھا، انھوں نے قبول کرنے سے انکار کر دیا، بلکہ ان کے بارے میں انکا نقد و جرح اتنا بڑھ گیا کہ صحابہ کرام کو حتی کہ خلفاء راشدین تک کو حرام و معصیت اور بدعت کا مرتکب قرار دیا، یعنی جو بات ہم شیعہ کے بارے میں جانتے تھے، غیر مقلدین کے نظریات سے واقف ہونے کے بعد ہمیں معلوم ہوا کہ غیر مقلدین اور شیعوں کا نظریہ صحابہ کرام کے بارے میں بہت حد تک یکساں ہے۔

اس مختصر سے رسالہ میں ہم نے صحابہ کرام کے بارے میں غیر مقلدین کا نقطۂ نظر ان کی معتمد اور ان کے اکابر اور ان کے محققین علماء کی کتابوں سے پیش کیا ہے۔

ہماری قارئین سے مخلصانہ گذارش ہے کہ اس کو سنجیدگی سے اور خالی الذھن ہو کر پڑھیں تاکہ فیصلہ کرنا آسان ہو جائے کہ کیا مسلمانوں میں سے وہ فرقہ اور جماعت جس کا صحابہ کرام کے بارے میں عقیدہ اور نقطۂ نظریہ ہو اس کا اہلسنت والجماعت سے کسی طرح کا تعلق ہو سکتا ہے، اور اس کو فرقہ ناجیہ میں سے شمار کرنا درست ہے؟

ہم نے پوری کوشش کی ہے کہ کتابوں کے حوالوں میں کسی طرح کی قطع و برید نہ ہو اور حوالے پورے ہوں تاکہ ان کی طرف رجوع کرنا آسان ہو، مگر پھر بھی از راہ بشریت کوتاہی اور کمی ہو سکتی ہے۔ براہ کرم اگر کسی صاحب کو اس قسم کی کوتاہیوں پر اطلاع ہو جائے تو کاتب سطور کو اطلاع کر دیں تاکہ آئندہ اس کا تدارک ہو سکے۔

محمد ابو بکر غازی پوری

بسم اللہ الرحمن الرحیم

صحابہ کرام کا مقام بارگاہ خداوندی میں

انبیاء علیہم السلام کے بعد انسانوں میں سے جس قدسی جماعت کو اللہ کے یہاں سب سے زیادہ قرب اور اختصاص حاصل ہے وہ درسگاہ نبوت کی فیض یافتہ صحابہ کرام کی جماعت ہے، اس جماعت کا ہر فرد صلاح و تقویٰ، اخلاص و للہیت کے اعلیٰ مقام پر تھا، فیض نبوت نے ان کے دلوں کا کامل تزکیہ و تصفیہ کر دیا تھا، ان کا کردار اور ان کی سیرت پاک وصاف اور ایسی پختہ تھی کہ بارگاہ خداوندی سے ان کو رضی اللہ عنہم و رضوا عنہ کا پروانہ ملا، اور ان کی اتباع واقتداء پر فوز عظیم کی بشارت قرآن نے سنائی، اور ان میں فرق مراتب کے باوجود ان کے ہر فرد کیلئے اللہ نے جنت کا وعدہ فرمایا، وکلاً وعد الله الحسنیٰ کا اعلان خداوندی اس مقدس جماعت کے ہر فرد کیلئے ہے، گناہ و معصیت کے کاموں سے طبعی طور پر ان کو نفور تھا، قرآن پاک کا یہ ارشاد وکرہ الیکم الکفر والفسوق والعصیان اولئك هم الراشدون۔ صحابہ کرام کی اسی مزیت وخصوصیت کو بتلانے کیلئے ہے۔ اسی جماعت صحابہ کے بارے میں خدا کا یہ ارشاد بھی ہے۔ والزمهم كلمة التقوىٰ، جس سے صحابہ کرام کے ہر فرد کا انتہائی درجہ متقی ہونا معلوم ہوتا ہے۔ صحابہ کرام اگرچہ معصوم نہیں تھے، مگر اللہ نے ان کو گناہوں سے محفوظ کر رکھا تھا، اگر از راہ بشریت ان سے کوئی گناہ کا کام ہو بھی گیا تو فوراً اس پر ان کو متنبہ ہوا، اور اللہ نے توبہ کی توفیق عطا کی جس سے وہ پاک وصاف ہو کر اس دنیا سے تشریف لے گئے۔ حضرت ماعزؓ سے زنا کا

عمل صادر ہو گیا تھا تو خود دربار نبوت میں نادم و پریشان حاضر ہوئے اور شرعی سزا کیلئے اپنے کو پیش کیا اور سنگسار کر دیئے گئے۔ ان کے بارے میں اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا کہ انھوں نے ایسی توبہ کی، اگر اس کو سارے گناہ گاروں پر تقسیم کر دیا جائے تو سب کی مغفرت ہو جائے، حضرت غامدیہ صحابیہؓ کا قصہ بھی اسی قسم کا ہے۔

محمد رسول الله والذين معه اشداء على الكفار رحماء بينهم تراهم ركعاً سجداً يبتغون فضلاً من الله ورضوانا سيماهم في وجوههم من اثر السجود.

محمد رسول اللہؐ، اور جو لوگ اس کے ساتھ ہیں زور آور ہیں کافروں پر، نرم دل ہیں آپس میں تو دیکھے ان کو رکوع میں اور سجدہ میں ڈھونڈھتے ہیں اللہ کا فضل اور اس کی خوشی نشانی ان کی ان کے منھ پر ہے سجدہ کے اثر سے۔

صحابہ کرام کا مقام بارگاہ رسالت میں

صحابہ کرام کی انھیں خصوصیات اور بارگاہ خداوندی میں اس مقام و مرتبہ اور رسول اللہ ﷺ کے ساتھ کی رفاقت اور دین کی راہ میں ان کی غیر معمولی جانی ومالی قربانیوں کی وجہ سے رسول اکرم ﷺ کے نزدیک ان کا ایک ایک فرد مقبولیت و محبوبیت کے انتہائی مقام پر تھا، صحابہ کرامؓ کی جماعت سے آپ ﷺ کے انتہائی تعلق کا اندازہ آپ ﷺ کے درج ذیل ارشادات سے ہوتا ہے۔

حضرت عبد اللہؓ بن معقل کی یہ روایت ترمذی شریف میں ہے۔

قال قال رسول الله ﷺ الله الله في اصحابي

یعنی رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ میرے اصحاب کے بارے میں اللہ

لاتتخذوهم غرضا من بعدی فمن احبهم فبحبی احبهم ومن ابغضهم فببغضی ابغضهم ومن آذاهم فقد آذانی ومن آذانی فقد آذی الله ومن آذی الله فیوشك أن یاخذه۔

تعالیٰ سے ڈرو اور انھیں میرے بعد نشانہ نہ بناؤ جس نے ان سے محبت کی اس نے مجھ سے محبت کی وجہ سے ان سے محبت کی، اور جس نے ان سے بغض رکھا اس نے مجھ سے بغض رکھنے کی وجہ سے ان سے بغض رکھا جس نے انھیں تکلیف پہونچائی اس نے مجھے تکلیف پہونچائی اور جس نے مجھے تکلیف دی، اس نے اللہ کو تکلیف دی اور جو اللہ کو تکلیف پہونچائے گا تو قریب ہے کہ اس کو اپنی پکڑ میں لے لے۔

مندرجہ بالا ارشاد نبوی کی روشنی میں کسی بھی صحابی رسول کے بارے میں بغض ونفرت کا جذبہ پالنا حرام قطعی ہے اور ایسا شخص اس واسطے سے اللہ اور اس کے رسول کی ایذاء پہونچانے کا سبب بنتا ہے۔

بخاری و مسلم میں حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کی روایت ہے، اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا۔

لا تسبو اصحابی فلو ان احدکم لو انفق مثل احد ذهبا ما بلغ مد احدهم ولا نصفه۔

میرے اصحاب کو برا بھلا مت کہو تم میں کا کوئی احد پہاڑ کے برابر سونا خرچ کرے تو ان کے ایک مد اور آدھے مد کی مقدار کے برابر ثواب کو نہیں پہونچ سکے گا۔

ایک حدیث میں آپ ﷺ نے فرمایا:

اکرموا اصحابی فانھم خیارکم . (مشکوٰۃ)	یعنی میرے اصحاب کا اکرام کرو، اس لئے کہ وہ تم میں سب سے بہتر ہیں۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ تمام صحابہ کرام کا اکرام واجب ہے، اور ان کے بارے میں کوئی ایسی بات کہنا یا دوسرے سے نقل کرنا جو ان کے اکرام کے منافی ہو حرام ہے۔

ملا علی قاری نے شرح الشفاء میں آنحضور ﷺ کا یہ ارشاد نقل کیا ہے۔

من احب اللہ عز وجل فلیحبنی ومن احبنی فلیحب اصحابی (تفسیر قرطبی تحت قولہ تعالیٰ فی بیوت اذن اللہ)	یعنی جو اللہ سے محبت رکھتا ہے اسے چاہئے کہ مجھ سے محبت رکھے اور جو مجھ سے محبت رکھتا ہو اسے چاہئے کہ میرے اصحاب سے بھی محبت رکھے۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جس کے قلب میں صحابہ کرام کی عظمت اور محبت نہ ہوگی اس کو اللہ اور اس کے رسول کی محبت نصیب نہیں ہوگی۔

علامہ ذھبی نے اپنے رسالہ "الکبائر" میں صحابہ کرام کے بارے میں حضرت انس رضی اللہ عنہ کی روایت سے آنحضور ﷺ کا ارشاد نقل کیا ہے:

قال رسول اللہ ﷺ ان اللہ اختارنی واختارلی اصحابی وجعل لہ اصحاباً واخوانا واصھارا وسیجئی قوم بعدھم یعیبونھم وینقصونھم فلا تواکلوھم ولا تشاوروھم ولا تناکحوھم ولا تصلوا علیہ ولا تصلوا	آنحضور ﷺ نے ارشاد فرمایا اللہ نے مجھے چنا اور میرے لئے میرے اصحاب کو چنا اور میرے لئے اس نے اصحاب واخوان اور اصھار بنائے، اور ان کے بعد ایک قوم پیدا ہوگی۔ یہ لوگ میرے اصحاب کی منقصت بیان کریں گے اور ان کی عیب جوئی کریں گے تم ان کے ساتھ نہ کھاؤ نہ

مفہوم: نہ ان کا مشورہ لو نہ ان کو مشورہ دو، ان کے ساتھ شادی بیاہ نہ کرو، نہ ان کی نماز جنازہ پڑھو اور نہ ان کے ساتھ نماز ادا کرو۔

اس ارشاد پاک سے معلوم ہوا کہ صحابہ کرامؓ، انبیاء ورسل کے بعد تاریخ انسانی میں اشرف ترین لوگوں میں سے تھے، جن کو اشرف الانبیاء کی معیت وصحبت اور اس کی تعلیم کی نشر واشاعت اور شریعت کو عام کرنے کیلئے اللہ نے چنا تھا۔

نیز یہ معلوم ہوا کہ آنحضور ﷺ کی یہ پیشین گوئی ہے کہ آپ کے بعد اس امت میں ایک طبقہ پیدا ہوگا جو صحابہ کرامؓ کی عیب جوئی اور ان کی مذمت کیا کرے گا، یہ اس امت کا بدترین گروہ ہوگا۔ مسلمانوں کیلئے ان کے ساتھ اٹھنا بیٹھنا اور ان سے کسی طرح کا بھی تعلق رکھنا حرام ہوگا۔ ان کے ساتھ نماز بھی پڑھنی جائز نہ ہوگی، حتی کہ اگر ان دشمنان صحابہ کرامؓ کے گروہ کا کوئی فرد مر جائے تو اس کی جنازہ کی نماز بھی پڑھنے سے روکا گیا ہے۔

آنحضور اکرم ﷺ کے ان چند ارشادات سے دین میں صحابہ کرامؓ کے مقام و منزلت کا اندازہ کیا جا سکتا ہے۔

صحابہ کرامؓ اکابرین امت کی نگاہ میں

اکابر امت نے صحابہ کرام کے مقام و مرتبہ کو جانا تھا، اس وجہ سے ان کے قلوب میں ان کی عظمت و محبت اور ان کا احترام تھا، اس گروہ مقدس کا ہر فرد ان کے نزدیک محترم و مکرم تھا، ان کی زبان پر صحابہ کرامؓ کا ذکر جمیل نہایت محبت وعقیدت کے ساتھ آتا تھا، صحابہ کرامؓ کے مقام و مرتبہ کے پیش نظر تمام اہلسنت والجماعت کا عقیدہ یہ ہے کہ صحابہ کرامؓ کا تذکرہ عقیدت و محبت سے کیا جائے، ان کا ذکر برائی سے کرنا حرام ہے، اور جو ان کی مذمت و منقصت بیان

کرے وہ اہل سنت والجماعت سے خارج ہے، شرح العقیدہ والطحاویہ میں ہے۔

"سابقین علمائے امت یعنی صحابہ کرام اور ان کے بعد تابعین جو کتاب وسنت کے راوی ہیں اور اہل فقہ وقیاس ان کا ذکر بھلائی سے کیا جائے گا اور جو شخص ان کا تذکرہ برائی سے کرے گا، وہ مسلمانوں کی راہ پر نہ ہوگا۔ ص ۳۱۸

اسی کتاب میں صحابہ کرام کے بارے میں یہ بھی مذکور ہے۔

"ہم اہلسنت رسول اللہ ﷺ کے اصحاب سے محبت رکھتے ہیں اور ان میں سے کسی کی محبت میں حد سے تجاوز نہیں کرتے، جو صحابہ کرام کو دوست نہیں رکھتا ہم بھی اس کو دوست نہیں رکھتے، اسی طرح ہم اس کو بھی مبغوض سمجھتے ہیں جو ان کا ذکر خیر سے نہیں کرتا، ہم صحابہ کرام کا ذکر صرف بھلائی سے کرتے ہیں، صحابہ کرام کی محبت ایمان اور دین اور احسان ہے، اور ان سے بغض رکھنا کفر اور نفاق اور سرکشی ہے۔ ص ۳۹۶

"اس سے بڑا گمراہ کون ہوگا جس کے دل میں ان لوگوں کے بارے میں جو نبیوں کے بعد خیار مومنین اور سادات اولیاء اللہ ہیں کوئی بات ہو۔ (ص ۳۹۹)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ ان صحابہ کرام کے بارے میں فرماتے تھے۔

" کانوا افضل هذه الامة ابرها قلوباً واعمقها علماً واقلها تکلفاً.

یعنی صحابہ کرام کی جماعت اس امت میں سب سے افضل جماعت تھی، قلوب کے اعتبار سے یہ ساری امت سے نیک تھے،

ان کا علم سب سے گہرا تھا، اور صحابہ کرام کی جماعت میں تکلف بہت کم تھا.........

حضرت ابوزرعہ فرماتے ہیں:

"جب تم کسی کو دیکھو کہ وہ کسی صحابی کی برائی کر رہا ہے تو سمجھ لو کہ وہ زندیق ہے۔ الاصابہ ص ۱۱ ج ۱

حافظ ذھبیؒ فرماتے ہیں:

"فمن طعن فیہم او سبہم فقد خرج من الدین ومرق من ملۃ المسلمین ۔ (الکبائر ص ۲۲۸)

یعنی صحابہ کرام کو جس نے مطعون کیا یا ان کو برا بھلا کہا وہ دین اسلام سے نکل گیا اور مسلمانوں کی ملت اور جماعت سے وہ کٹ گیا۔

علامہ قاضی عیاضؒ فرماتے ہیں:

ومن توقیرہ ﷺ توقیرہ اصحابہ وبرھم ومعرفۃ حقھم والاقتداء بھم وحسن الثناء علیھم.

(الاسالیب البدیعہ ص ۸)

یعنی آپ ﷺ کی توقیر و تعظیم کا یہ بھی تقاضا ہے کہ آپ کے اصحاب رضوان اللہ علیہم اجمعین کی بھی توقیر کی جائے، ان سے ساتھ نیک سلوک ہو ان کا حق جانا جائے، ان کی پیروی کی جائے ان کی مدح وثنا کی جائے۔

امام ذھبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ:

صحابہ کرام کی جو برائی کرے، اور ان کی لغزشوں کے درپے رہے اور ان کی طرف کوئی عیب منسوب کرے وہ منافق ہوگا۔

(الکبائر ص ۲۳۹)

امام مالک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ:

جس نے اصحاب نبی میں سے کسی کو ابو بکرؓ کو عمرؓ کو عثمانؓ کو علیؓ کو، معاویہؓ کو عمرو بن عاصؓ کو برا بھلا کہا تو اگر وہ یہ کہے کہ وہ لوگ ضلال وکفر پر تھے تو اسے قتل کیا جائے گا، اور اگر اس کے علاوہ کوئی بات کہے تو اس کو سخت سزا دی جائے گی۔

(شرح الشفاء ص ۵۵۷ ج ۱)

اسلاف امت کی آراء کا خلاصہ

گذشتہ سطور میں صحابہ کرام کے بارے میں اسلاف کے جو چند اقوال پیش کیے گئے ہیں ان کا خلاصہ یہ ہے کہ:

(۱) صحابہ کرام کی شان میں بدگوئی یا ان کے بارے میں کسی طرح کی بد اعتقادی اور سوء ظن حرام ہے، اور اس سے آدمی اہلسنت والجماعت سے خارج ہو جاتا ہے۔

(۲) صحابہ کرام کے بارے میں بدظنی و بد اعتقادی اور ہر ایسا عمل اور قول جو ان کی عظمت واحترام کے منافی ہو زندیقوں کا کام ہے۔

(۳) صحابہ کرام کے بارے میں حسن اعتقاد رکھنا واجب ہے۔

(۴) صحابہ کرام کا ذکر ہمیشہ خیر ہی سے کیا جائے گا۔

(۵) تمام صحابہ کرام اللہ کے رسول کے محبوب تھے۔

(۶) صحابہ کرام کی شان میں بدکلامی کرنے والوں سے قطع تعلق واجب ہے۔

(۷) صحابہ کرام کی مذمت کرنے والا مسلمانوں کی جماعت سے خارج ہو جاتا ہے۔

(۸) اگر کوئی شخص حضرت معاویہؓ اور حضرت عمروؓ بن العاص کی شان

میں کلمۂ بد بولے وہ سخت سزا کا مستحق ہے۔

(۹) صحابۂ کرام کی عیب جوئی کرنے والا اور ان کی عظمت و مرتبہ کے خلاف بات کرنے والا منافق ہوتا ہے۔

(۱۰) صحابۂ کرام کی محبت ایمان کا تقاضا ہے اور ان سے بغض رکھنا ایمان کے منافی ہے۔

اس خلاصہ سے معلوم ہوا کہ صحابۂ کرام کا معاملہ عام مسلمانوں سے بالکل الگ ہے، اور یہی وجہ ہے کہ اسلاف امت نے صحابۂ کرام کی عیب جوئی کرنے والوں کو مردود الشھادۃ قرار دیا ہے، ایسے لوگوں کا شریعت کی نگاہ میں کوئی مقام نہیں ہے۔

صحابۂ کرام کو مجروح کرنے کی کوشش نبی ﷺ کی ذات کو مجروح کرنا ہے۔

صحابۂ کرام کے بارے میں کوئی ایسی بات کہنا جس سے ان کا مقام و مرتبہ مجروح ہو، براہ راست اللہ کے رسول ﷺ کی ذات گرامی کو مجروح قرار دینے کی کوشش ہے، اور آپ ﷺ کی تربیت و تعلیم پر انگلی اٹھانا ہے، جن کو اللہ کے رسول ﷺ سے محبت ہو گی اس کا دل صحابۂ کرام کی عظمت و محبت سے بھی بھرا ہوا گا۔

صحابۂ کرام کی ذات پر تنقید رافضیت و شیعیت کی علامت ہے

صحابۂ کرام کے بارے میں بری ذہنیت شیعیت کی دین ہے، جن کے دل دماغ میں شیعیت اور رافضیت کے جراثیم ہوتے ہیں انھیں کی زبان سے صحابۂ کرام کے بارے میں ان کی عظمت و شان کے خلاف بات نکلتی ہے، اگر آپ ان لوگوں کے حالات پر غور کریں گے جو صحابۂ کرام کی شان میں بدگوئی

کرتے ہیں تو آپ محسوس کریں گے کہ ان کے افکار وخیالات پر پہلے ہی سے شیعیت کی چھاپ پڑی ہوتی ہے، اور وہ اپنے عقیدہ وعمل میں بہت حد تک شیعی مزاج اور شیعی فکر ہوتے ہیں، اور کچھ ایسے بھی ہوتے ہیں جو شیعیت کے ساتھ ساتھ ناصبیت کا بھی جرثومہ پالے ہوئے ہوتے ہیں، اس لئے وہ ایک طرف عام صحابہ کرام کے بارے میں بدگو ہوتے ہیں تو دوسری طرف ان کے قلم وزبان سے خاندان نبوت کے افراد کی بھی عزت وناموس کو بٹہ لگتا ہے۔

ہم اپنی اس مختصر ابتدائی گذارشات کے بعد اپنے اصل موضوع پر آتے ہیں، ہم آئندہ صفحات میں یہ دیکھیں گے کہ صحابہ کرام کے بارے میں غیر مقلدین کا موقف ونظریہ کیا ہے، اور کیا ان کا یہ نظریہ کتاب وسنت اور اکابر واسلاف کے فکر وخیال سے ہم آہنگ ہے یا اس کے خلاف ہے، تاکہ یہ فیصلہ کرنا آسان ہو کہ غیر مقلدین کا شمار اہلسنت میں سے ہے یا یہ فرقہ اہلسنت والجماعت سے خارج فرقہ ہے۔ وباللہ التوفیق

☆☆☆☆☆

Www.Ahlehaq.Com

غیر مقلدین اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم

غیر مقلدین کا صحابہ کرام کے بارے میں نقطۂ نظر اور فکر و خیال کیا ہے؟ تو جب ہم نے اس بارے میں ان کے اکابر اور اصاغر کے خیالات سے آگاہی حاصل کی اور ان کی کتابوں کی طرف رجوع کیا تو ہمیں بڑے افسوس کے ساتھ اس حقیقت کا اظہار کرنا پڑتا ہے کہ ہمیں صحابہ کرام کے بارے میں ان کا عقیدہ اور فکر سراسر ضلالت و گمراہی کا پرتو نظر آیا، ان کے افکار و خیالات پر شیعیت کی چھاپ نظر آئی، صحابہ کرام کے بارے میں ان کے قلم و زبان سے وہی کچھ اگلتا ہوا نظر آیا، جس کو شیعہ اگلا کرتے ہیں، اور صحابہ کرام کی ذات قدسیہ کے بارے میں جو کچھ شیعہ کہتے ہیں، بڑی حد تک وہی سب کچھ غیر مقلدین بھی کہتے ہوئے نظر آئے، میری یہ بات بلا وجہ کی مبالغہ آرائی یا جماعت غیر مقلدین کے خلاف کسی تعصب کا مظاہرہ نہیں ہے، بلکہ ایک واقعی حقیقت کا اظہار ہے، آنے والی سطور میں ہم اس حقیقت کو دلائل و شواہد کی روشنی میں ظاہر کریں گے۔

غیر مقلدین کے مذہب میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ایک جماعت کو رضی اللہ عنہم کہنا مستحب نہیں ہے۔

غیر مقلدین کی جماعت کے مشہور عالم اور محدث نواب وحید الزماں صاحب نے اپنی مشہور کتاب "کنز الحقائق" میں اپنی جماعت کا عقیدہ بیان کیا ہے۔

ويستحب الترضي للصحابه غير ابی سفيان ومعاوية
وعمروبن العاص ومغيرة بن شعبة و سمرة بن جندب۔
ص ۲۳۴_(۱)

یعنی صحابہ کرام کو رضی اللہ عنہم کہنا مستحب ہے، لیکن ابوسفیان، معاویہ، عمرو بن العاص، مغیرہ بن شعبہ اور سمرہ بن جندب کو رضی اللہ عنہ کہنا مستحب نہیں ہے۔

صحابہ کرام کے بارے میں اس قسم کا عقیدہ شیعیت اور رافضیت کی پیداوار ہے، یہ محدثین اور اہل سنت والجماعت کا عقیدہ نہیں ہے، یہ عبارت کنزالحقائق کے جس نسخے سے میں نے نقل کی ہے اس کا سال طبع ۱۳۳۲ھ ہے، یہ نسخہ مطبع شوکت الاسلام بنگلور کا مطبوعہ ہے، اسے نوے سال کا عرصہ ہونے جارہا ہے، اور غیر مقلدین نے آج تک اس عقیدہ سے براءت کا اظہار نہیں کیا، اس لئے نواب صاحب کا یہ فرمان صرف ان کی بات نہیں ہے، بلکہ تمام غیر مقلدوں کا یہی متفق علیہ عقیدہ ہے، اگر آج کوئی اس کا انکار کرتا ہے تو بڑوں اور اکابر جماعت کی خاموشی کے بعد ان چھوٹوں اور بعد والوں کے انکار کا کوئی مطلب نہیں رہ جاتا۔

غیر مقلدین کے عقیدہ میں صحابہ کرام میں سے کچھ لوگ فاسق تھے۔ (معاذاللہ)

غیر مقلدین کے اکابر نے اس سے بھی آگے بڑھ کے بات کہی ہے انھوں نے صحابہ کرام کی مقدس جماعت کے ان لوگوں کے بارے میں کہا ہے کہ یہ لوگ معاذاللہ فاسق تھے، نزل الابرار جلد ثالث کے حاشیہ میں یہ عبارت

(۱) میری کتاب مسائل غیر مقلدین کے مقدمہ میں جہاں اس عبارت کا ذکر ہے اس میں صفحہ نمبر غلط شائع ہو گیا ہے، ناظرین نوٹ کرلیں۔

موجود ہے۔

" لقوله تعالیٰ فان جاء كم فاسق بنبأ فتبينوا نزلت فی وليد بن عقبه و كذلك قوله تعالیٰ أفمن كان مومنا كمن كان فاسقا ، ومنه يعلم ان من الصحابة من هو فاسق كالوليد ،مثله يقال فی حق معاوية وعمرو ومغيرة و سمرة۔ (نزل الابرار ص ۹۴ ج ۳)

یعنی فان جاء کم فاسق والی آیت ولید بن عقبہ کے بارے میں اتری ہے، اسی طرح یہ آیت بھی أفمن کان مومنا کمن کان فاسقا۔ اور اس سے معلوم ہوا کہ صحابہ میں سے کچھ لوگ (معاذ اللہ) فاسق بھی تھے۔ جیسے ولید اور اسی طرح کی بات معاویہ، عمرو، مغیرہ اور سمرہ کے بارے میں بھی کہی جائے گی۔

نزل الابرار کتاب کا یہ نسخہ جس میں یہ بیہودہ عبارت ہے ۱۳۲۸ھ کا چھپا ہے اس کی طباعت مشہور غیر مقلد عالم مولانا ابو القاسم سیف بنارسی کے اہتمام میں ہوئی تھی، ان کے والد کے قائم کردہ پریس سعید المطابع بنارس میں یہ کتاب چھپی ہے، اس لئے یہ نہیں کہا جا سکتا کہ یہ عقیدہ صرف مولانا وحید الزماں صاحب کا ہے، بلکہ یہی عقیدہ غیر مقلدین کے اکابر کا بھی ہے، اور آج تک غیر مقلدین علماء کے کسی بڑے عالم نے اس عبارت سے براءت ظاہر نہیں کی ہے۔ مولانا ابو القاسم سیف بنارسی جن کے اہتمام اور جن کے حاشیہ سے یہ کتاب چھپی ہے ان کے بارے میں جامعہ سلفیہ بنارس سے چھپی کتاب "جهود مخلصه" میں لکھا ہے۔

وقد رزقه الله اولاداً صالحين منهم المحدث محمد ابو القاسم البنارسي وهو ايضا من تلاميذ السيد

نذیر حسین الدھلوی ۔

یعنی محدث محمد سعید بنارسی کو اللہ نے صالح اولاد عطا کی تھی،
جن میں محدث محمد ابوالقاسم بنارسی بھی ہیں یہ مولانا سید نذیر
حسین صاحب کے شاگردوں میں سے ہیں۔

غرض یہ کتاب محدث ابن محدث کے زیر اہتمام شائع ہو کر پوری جماعت غیر مقلدین کے عقیدہ و مسلک کی ترجمان ہے، اور یہی وجہ ہے کہ جامعہ سلفیہ بنارس کی مطبوع کتاب، اہل حدیث کی تصنیفی خدمات میں اس کا بڑے پر زور الفاظ میں تعارف کرایا گیا ہے، اور اس کتاب کو فقہ اہل حدیث کی مشہور کتاب بتلایا گیا ہے، نزل الابرار اور ہدیۃ المھدی کا ص ٦٢ میں تعارف موجود ہے جس کی عبارت یہ ہے۔

"یہ کتابیں بھی فقہ اہل حدیث کے موضوع پر ہیں اور عوام
میں بہت مقبول ہیں۔"

اور مصنف کتاب کا تعارف ان الفاظ سے کرایا گیا ہے، الشیخ العلام نواب وحید الزماں حیدر آبادی، ان شواہد اور دلائل کی روشنی میں کسی غیر مقلد کو اس کتاب کے مضامین سے انکار نہ ہونا چاہئے۔ اور اگر کوئی ان کتابوں کا انکار کرتا ہے تو وہ محض اپنا منہ بچانا چاہتا ہے، میں لکھ چکا ہوں کہ عقائد و مسائل کے باب میں بڑوں کی بات کے آگے چھوٹوں کا لانسلم کہنا لکھنا بے حقیقت امر ہے، دنیا کا کوئی عقلمند اس کو تسلیم نہیں کرے گا۔

(٣) غیر مقلدوں کا عقیدہ ہے کہ حضرت ابو بکر، حضرت عمر حضرت عثمان حضرت علی اور حضرت حسن رضی اللہ عنہم میں سے کون افضل ہے، ہمیں اس کا پتہ نہیں، نواب وحید الزماں حیدر آبادی ھدیۃ المھدی میں فرماتے ہیں:

ولا نعرف ای ھولاء الخمسة افضل و ارفع درجة

عنداللہ بل لکل منهم فضائل و مناقب جمة وکثرة الفضائل لسیدنا علي ولامامنا الحسن بن علی اذ هما جامعان لفضیلة الصحبة وفضیلة الاشتراك فی اهل البیت هذا هو قول المحققین ۔ ص ۲۹۴۔

یعنی ہمیں معلوم نہیں کہ ان پانچوں میں سے افضل کون ہے اور کس کا مقام اللہ کے یہاں اعلیٰ وارفع ہے، ان میں سے ہر ایک کی منقبتیں بہت ہیں، البتہ فضائل کی کثرت سیدنا علی اور سیدنا امام حسن کو حاصل ہے، اس لئے کہ ان کو شرف صحابیت بھی حاصل ہے اور اہل بیت میں سے ہونے کا بھی شرف حاصل ہے، محققین کا قول یہی ہے۔

غیر مقلدوں کا مذہب یہ ہے کہ بعد والے صحابہ کرام سے افضل ہو سکتے ہیں۔

غیر مقلدوں کا ایک عقیدہ یہ بھی ہے کہ بعد میں آنے والے مسلمان صحابہ کرام سے بھی افضل ہو سکتے ہیں، عہد صحابہ کرام کے بعد بہت سے لوگ ایسے ہوئے بھی جو صحابہ کرام سے افضل تھے۔ مولانا وحید الزماں صاحب فرماتے ہیں۔

وهذا لا یستلزم ان لا یکون فی القرون اللاحقة من هو افضل من ارباب القرون السابقة ،فان کثیراً من متأخری علماء هذه الأمة کانوا افضل من عوام الصحابة فی العلم والمعرفة ونشر السنة وهذا مما لا ینکره عاقل

(ص ۹۰)

یعنی آنحضور ﷺ کا یہ ارشاد کہ خیر القرون قرنی ثم

الذین بلونهم الخ سے یہ لازم نہیں آتا کہ بعد میں آنے والے لوگ پہلے لوگوں سے افضل نہ ہوں، اس لئے کہ بہت سے اس امت کے متاخرین علماء علم ومعرفت اور سنت کی نشرواشاعت میں عوام صحابہ سے افضل تھے، اور یہ وہ بات ہے جس کا کوئی عاقل انکار نہیں کر سکتا۔

ہمیں اب تک کسی غیر مقلد عالم کے بارے میں معلوم نہیں ہے کہ اس نے نواب وحید الزماں کی اس بات کا انکار کیا ہو، اس لئے یہ عقیدہ بھی اس جماعت کا مسلم عقیدہ ہے۔

امام مہدی حضرت ابو بکرؓ اور حضرت عمرؓ سے افضل ہیں

غیر مقلدین علماء کا ایک عقیدہ یہ بھی ہے کہ امام مہدی حضرت ابو بکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما سے افضل ہیں اور ان کی دلیل یہ ہے: نواب وحید الزماں صاحب فرماتے ہیں:

والمحقق ان الصحابی له فضيلة الصحبة ما لايحصل للولی ولكنه يمكن ان تكون لبعض الاولياء وجوه اخرى من الفضيلة لم تحصل للصحابی كما روی عن ابن سيرين باسناد صحيح ان امامنا المهدی يكون افضل من ابی بكر و عمر. هدية المهدی ص۹۰

یعنی محقق بات یہ ہے کہ صحابی کو صحبت کی فضیلت حاصل ہے، جو ولی کو حاصل نہیں، لیکن ممکن ہے کہ کچھ ولیوں کو فضیلت کی کچھ دوسری وجہیں حاصل ہوں، جو صحابی کو حاصل نہیں ہیں جیسا کہ ابن سیرین سے صحیح سند سے مروی ہے کہ ہمارے امام

مہدی حضرت ابو بکر اور حضرت عمر (رضی اللہ عنہما) سے افضل ہوں گے۔

ہمیں نہیں معلوم کہ کسی اہلسنت نے اس دلیل سے حضرت ابو بکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما پر حضرت امام مہدی کی فضیلت ثابت کی ہے۔

خطبہ جمعہ میں خلفائے راشدین کا نام لینا بدعت ہے

غیر مقلدین کا مذھب یہ ہے کہ خطبہ جمعہ میں التزاماً خلفاء کرام کا نام لینا بدعت ہے۔ نواب وحید الزماں لکھتے ہیں:

ولا یلتزمون ذکر الخلفاء ولا ذکر سلطان الوقت لکونه بدعة غیر ماثورة عن النبی واصحابه . ص ۱۱۰

یعنی اہل حدیث خلفاء اور سلطان وقت کا خطبہ جمعہ میں نام لینے کا التزام نہیں کرتے، اسلئے کہ ایسا کرنا بدعت ہے کہ آنحضور ﷺ اور صحابہ کرام سے یہ منقول نہیں ہے۔

صحابی کا قول حجت نہیں ہے

غیر مقلدین کے مذھب و عقیدہ میں صحابی کا قول دین و شریعت میں حجت نہیں ہے۔ فتاویٰ نذیریہ میں ہے۔

دوم آنکہ اگر تسلیم کردہ شود کہ سند ایں فتویٰ صحیح ست تاہم از واحتجاج صحیح نیست زیراکہ قول صحابی حجت نیست۔ ص ۳۴۰

یعنی دوسری بات یہ ہے کہ اگر حضرت عبداللہ بن عباس اور حضرت عبداللہ بن زبیر کا یہ فتویٰ صحیح بھی ہے تب بھی اس سے

دلیل پکڑنا درست نہیں ہے، اس لئے کہ صحابی کا قول دلیل نہیں ہے۔

اور نواب صدیق حسن نے عرف الجادی میں لکھا ہے۔

حدیث جابر دریں باب قول جابر ست وقول صحابی حجت نیست
یعنی حضرت جابر کی یہ بات (کہ لا صلوٰۃ لمن یقرأ والی حدیث تنہا نماز پڑھنے والے کیلئے ہے۔) حضرت جابر کا قول ہے اور صحابی کا قول حجت نہیں ہوتا۔ ص ۳۸

فتاویٰ نذیریہ میں حضرت علیؓ کے بارے میں ارشاد ہوتا ہے:

مگر خوب یاد رکھنا چاہئے کہ حضرت علی کے اس قول سے صحت جمعہ کیلئے مصر کا شرط ہونا ہرگز ثابت نہیں ہو سکتا۔
(فتویٰ نذیریہ ص ۵۹۴ ج ۱)

صحابی کا فعل بھی حجت نہیں ہے

غیر مقلدین کے مذہب میں صحابی کا فعل بھی حجت نہیں ہے، التاج المکلل میں نواب صدیق حسن خاں فرماتے ہیں۔

وفعل الصحابی لا یصلح للحجة ص ۲۹۲
یعنی صحابی کا فعل اس لائق نہیں ہوتا کہ وہ دلیل شرعی بنے۔

صحابی کی رائے حجت نہیں ہے

غیر مقلدوں کا یہ بھی کہنا ہے کہ صحابہ کرام کی رائے دین میں حجت نہیں ہے۔ عرف الجادی میں ہے کہ:

آرے اگر سخن ہست در قبول رائے ایشاں نہ روایت یعنی اگر گفتگو ہے تو یہ ہے کہ صحابہ کرام کی رائے قبول نہیں نہ کہ ان

کی روایت۔

صحابہؓ کرام کا فہم بھی حجت نہیں ہے

غیر مقلدین کے مذہب میں جس طرح صحابہ کرام کا قول و فعل اور ان کی رائے حجت نہیں ہے، اسی طرح صحابہ کرام کا فہم بھی حجت نہیں ہے، فتاویٰ نذیریہ میں ہے:

رابعاً یہ کہ ولو فرضنا تو یہ عائشہ اپنے فہم سے فرماتی ہیں، یعنی حضرت عائشہ کا یہ کہنا کہ اگر آنحضور ﷺ اس زمانہ میں ہوتے تو آپ عورتوں کو مسجد میں جانے سے منع کر دیتے) اور فہم صحابہ حجت شرعی نہیں ہے۔ (ص ۶۲۲ ج ۱)

حضرت عائشہؓ کی شان میں فتاویٰ نذیریہ والے مفتی کی گستاخی

اس مسئلہ کے ضمن میں کہ حضرت عائشہؓ نے عورتوں کو مسجد میں جانے والی بات اپنی فہم سے فرمائی ہے، جو حجت شرعی نہیں۔ فتاویٰ نذیریہ کے مفتی نے حضرت عائشہؓ کی شان میں زبردست گستاخی کی ہے، انھیں آنحضور ﷺ کے حکم کا مخالف بتایا ہے، اور ان کو قرآن کی اس آیت کے مصداق قرار دیا ہے: ومن یشاقق الرسول من بعد ما تبین له الهدیٰ ویتبع غیر سبیل المؤمنین نوله ما تولیٰ و نصله جهنم و ساء ت مصیراً۔ فتاویٰ نذیریہ کے مفتی کی بات ملاحظہ ہو۔

آیت کا ترجمہ یہ ہے: یعنی جو رسول سے اختلاف کرے گا جبکہ کھل چکی ہے اس پر سیدھی راہ اور مومنین کے علاوہ راستہ چلے گا تو ہم اس کو وہی حوالہ کر دیں گے جو اس نے اختیار کیا ہے اور اس کو جہنم میں پہونچا دیں گے۔

پھراب جو شخص بعد ثبوت قول رسول و فعل صحابہ کی مخالفت کرے وہ اس آیت کا مصداق ہے: ومن يشاقق الرسول من بعد ما تبين له الهدیٰ ويتبع غير سبيل المومنين نوله ما تولیٰ و نصله جهنم الآية. جو حکم صراحۃ شرع شریف میں ثابت ہو جائے اس میں ہرگز رائے و قیاس کو دخل نہ دینا چاہیئے کہ شیطان اس قیاس سے کہ انا خیر منه حکم صریح الٰہی سے انکار کر کے ملعون بن گیا ہے، اور یہ بالکل شریعت کو بدل ڈالنا ہے۔ ص ۶۲۴

فتاویٰ نذیریہ کے مفتی کی گمراہی ملاحظہ فرمائیں اس نے درپردہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا پر کیسا زبردست حملہ کیا ہے، افسوس اس فتویٰ پر میاں نذیر حسین صاحب کا بھی بلا کسی اختلافی نوٹ کے دستخط موجود ہے، مفتی کے اس بیہودہ کلام کا حاصل یہ نکلتا ہے:

(۱) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے آنحضور ﷺ کے حکم کی مخالفت کی۔

(۲) حضرت عائشہ نے اس مسئلہ میں آنحضور ﷺ کے حکم کی مخالفت کر کے آیت مذکورہ بالا کا مصداق ہوئیں۔

(۳) حضرت عائشہ نے اس مسئلہ میں اپنے قیاس اور رائے کو دخل دیا۔

(۴) حضرت عائشہ نے دین کے حکم میں رائے اور قیاس کو دخل دیکر وہی کام کیا جو شیطان نے انا خیر منه کہہ کر کیا تھا۔

(۵) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا معاذ اللہ یہ کہہ کر کہ موجودہ وقت عورتوں کو مسجد اور عیدگاہ جانا مناسب نہیں ہے۔ شریعت کو بدل ڈالنے کی جرأت کی۔

ناظرین کرام! ملاحظہ فرمائیں کہ کیا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے

جناب میں یہ گستاخیاں بڑے سے بڑا گنہگار بھی اگر اس کو ایمان کا ایک ذرہ بھی نصیب ہے کر سکتا ہے؟

غیر مقلدین خلفائے راشدین کے عمل کو مستقل سنت تسلیم نہیں کرتے

تمام اہلسنت والجماعت کا مسلک یہ ہے کہ خلفائے راشدین کا عمل مستقل سنت ہے، اور ان کی سنت کی اتباع بحکم حدیث نبوی علیکم بسنتی وسنة الخلفاء الراشدین لازم ہے، امام ابن تیمیہ فرماتے ہیں:

فسنة الخلفاء الراشدين هي مما امر الله به و رسوله وعليه ادلة شرعية كثيرة۔ (فتاوی ص ۱۰۸ ج ۴)

یعنی خلفائے راشدین کی سنت کو اختیار کرنے کا حکم اللہ اور اس کے رسول کا ہے اور اس پر بہت سے شرعی دلائل ہیں۔

لیکن غیر مقلدین کے علماء کا یہ مذہب نہیں ہے، ان کا مذہب یہ ہے کہ ہم خلفائے راشدین کی انھیں سنتوں کو قبول کریں گے جو آنحضور ﷺ کے قول و عمل سے موافق ہوگی۔ خلفائے راشدین کی مستقل سنت دین میں حجت نہیں ہے، چنانچہ مولانا عبدالرحمن مبارکپوری نے تحفۃ الاحوذی میں علیکم بسنتی الخ والی حدیث کی شرح میں اپنی اس بات کو بڑی قوت سے بیان کیا ہے۔ (دیکھو تحفہ)

غیر مقلدین اور حضرت عمرؓ

غیر مقلدین کے اکابر واصاغر نے خلفائے راشدین میں سے بطور خاص حضرت عمر فاروقؓ کو اپنے قلم کا اپنی کتابوں میں بہت نشانہ بنایا ہے، اور ان کی

شخصیت کو مجروح کرنے کیلئے تمام وہ حربے استعمال کئے ہیں، جن کا استعمال حضرت فاروقؓ کے بارے میں شیعہ کرتے ہیں، ھدف دونوں فرقوں کا حضرت عمر رضی اللہ کی ذات کو مطعون کرتا ہے، بس انداز کا فرق ہے۔

حضرت عمرؓ موٹے موٹے مسائل میں غلطی کرتے تھے اور ان کا شرعی حکم انھیں معلوم نہیں تھا

چنانچہ طریق محمدی میں مولانا محمد جونا گڈھی لکھتے ہیں:

> پس آؤ سنو بہت سے صاف صاف موٹے موٹے مسائل ایسے ہیں کہ حضرت فاروق اعظمؓ نے ان میں غلطی کی، اور ہمارا اور آپ کا اتفاق ہے کہ فی الواقع ان مسائل کے دلائل سے حضرت فاروق اعظمؓ بے خبر تھے۔ ص ۴۱

پھر دس مسئلوں میں حضرت عمرؓ کی بے خبری ثابت کرنے کے بعد محمد جونا گڈھی صاحب کا ارشاد ہوتا ہے:

> یہ دس مسئلے ہوئے ابھی تلاش سے ایسے اور مسائل بھی مل سکتے ہیں......... ان موٹے موٹے مسائل میں جو روز مرہ کے ہیں دلائل شرعیہ آپ سے مخفی رہے۔ ص ۴۲

اللہ اکبر! غیر مقلدین میں ایسے بھی دم خم والے علماء موجود ہیں جو حضرت عمر فاروقؓ کی بھی دینی و شرعی مسائل میں غلطیاں پکڑتے ہیں۔

خلفائے راشدین احکام شرعیہ کے خلاف احکام نافذ کرتے تھے

غیر مقلدوں کا یہ بھی کہنا ہے کہ خلفائے راشدین اپنی ذاتی مصلحت بینی کی بنیاد پر احکام شرعیہ اور کتاب وسنت کے خلاف احکام صادر کیا کرتے تھے، اور

خلفائے راشدین کے ان احکام کو امت نے اجماعی طریقہ پر رد کردیا

جامعہ سلفیہ بنارس کے محقق رئیس احمد ندوی سلفی صاحب فرماتے ہیں:

"اسی بنا پر ہم دیکھتے ہیں کہ اپنی ذاتی مصلحت بینی کی بنیاد پر بعض خلفائے راشدین بعض احکام شرعیہ کے خلاف بخیال خویش اصلاح و مصلحت کی غرض سے دوسرے احکام صادر کر چکے تھے ان احکام کے سلسلہ میں ان خلفاء کی باتوں کو عام امت نے رد کر دیا" (تنویر الآفاق ص ۱۰۷)

اس سلسلہ میں مزید ارشاد ہوتا ہے:

"ہم آگے چل کر کئی ایسی مثالیں پیش کرنے والے ہیں جن میں احکام شرعیہ و نصوص کے خلاف خلفائے راشدین کے طرز عمل کو پوری امت نے اجماعی طور پر غلط قرار دیکر نصوص واحکام شرعیہ پر عمل کیا ہے۔ ص ۱۰۷ ایضا

اسی سلسلہ کا ندوی سلفی موصوف کا یہ ارشاد بھی ملاحظہ فرمائیں، فرماتے ہیں:

مگر ایک سے زیادہ واضح مثالیں ایسی موجود ہیں جن میں حضرت عمرؓ یا کسی بھی خلیفۂ راشد نے نصوص کتاب وسنت کے خلاف اپنے اختیار کردہ موقف کو بطور قانون جاری کر دیا تھا، لیکن پوری امت نے ؟ان معاملات میں بھی حضرت عمرؓ یا دوسرے خلیفۂ راشد کی جاری کردہ قانون کے بجائے نصوص کی پیروی ہے۔ ص ۱۰۸

ناظرین کرام موصوف محقق سلفی صاحب کی ان عبارتوں سے مندرجہ ذیل حقائق کا انکشاف ہوتا ہے:

(۱) خلفائے راشدین احکام شرعیہ کے خلاف احکام جاری کرتے تھے۔

(۲) پوری امت نے اجماعی طریقہ پر خلفائے راشدین کے ان خلاف

کتاب و سنت احکام کو رد کر دیا ہے۔

(۳) خلفائے راشدین کتاب و سنت کے خلاف دینی و شرعی احکام میں اپنا موقف اختیار کرتے تھے۔

(۴) خلفائے راشدین کتاب و سنت کے خلاف قانون جاری کرتے تھے۔

یہ ہیں وہ حقائق جو جامعہ سلفیہ بنارس کے سلفی ندوی استاذ کے کلام سے ماخوذ ہیں، اب مسلمان غور فرمائیں کہ کیا اس کے بعد بھی خلفائے راشدین کا دین و شریعت میں کوئی مقام باقی رہ جاتا ہے، اور خلفائے راشدین کی کتاب و سنت کے خلاف اس جرأت بیجا کے بعد بھی ان کو راشد کہنا عقلاً و نقلاً درست قرار پائے گا؟ یا مسلمانوں کو ان کی باتوں پر یا ان کی سنتوں پر کسی بھی درجہ میں اعتماد کرنا جائز و درست ہوگا۔

خلفائے راشدین کے بارے میں غیر مقلدین کا یہ انداز گفتگو عین رافضیت و شیعیت کے فکر و نظر کا اظہار نہیں ہے؟

آپ غور فرمائیں کہ اگر غیر مقلدوں کا خلفائے راشدین کے بارے میں یہ فکر کسی بھی درجہ میں معتبر ہے تو پھر علیکم بسنتی وسنة الخلفاء الراشدین کا کیا معنی باقی رہ جاتا ہے

ناوک نے تیرے صید نہ چھوڑا زمانے میں
تڑپے ہے مرغ قبلہ نما آشیانے میں

حضرت عمر اور حضرت ابن مسعود کا نصوص شرعیہ کے خلاف موقف

غیر مقلدین علماء یہ بھی کہتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما دینی و شرعی معاملات میں نصوص شرعیہ کے خلاف موقف اختیار کرتے تھے، مولانا رئیس احمد ندوی صاحب فرماتے ہیں:

ظاہر ہے کہ کسی نصوص کے خلاف ان دونوں جلیل القدر صحابہ کے موقف کو لائحہ عمل اور حجت شرعیہ کے طور پر دلیل راہ نہیں بنایا جا سکتا، اور یہ بھی ظاہر ہے کہ چونکہ بطریق معتبر ثابت ہے کہ ان دونوں جلیل القدر صحابہ نے نصوص شرعیہ کے خلاف موقف مذکور اختیار کر لیا تھا، اس لئے صرف ان دونوں صحابہ کو نصوص کی خلاف ورزی کا مرتکب قرار دیا جا سکتا ہے۔ ص ۸۷۔۸۸

مسلمانوں ذرا غور کرو کہ غیر مقلدیت کا راستہ کیسا شیطانی راستہ ہے کہ اس راہ پر چلنے کے بعد آدمی صحابہ کرام حتی کہ حضرت عمر فاروقؓ اور حضرت عبداللہ بن مسعودؓ جیسے فقہائے صحابہ کے بارے میں کیسی زبان استعمال کرنے لگتا ہے۔

خدارا ذرا بتلاؤ صحابہ کرام کے بارے میں یہ انداز گفتگو کسی اہل سنت والجماعت کا ہو سکتا ہے؟ اور کیا ایسے لوگ اہل حق قرار دیئے جا سکتے ہیں؟

آہ غیر مقلدیت کی راہ کیسی پر خطر راہ ہے، جس راہ پر چل کر ایمان کا بچانا دشوار ہو جاتا ہے۔

حضرت عمرؓ اور حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کو قرآن کی آیات واحادیث سمجھ میں نہیں آئیں

یہی جامعہ سلفیہ بنارس کے ندوی وسلفی غیر مقلد صاحب بڑے طنطنے سے اور نہایت تحقیر آمیز انداز میں حضرت عمرؓ اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما کے بارے میں یہ گہر افشانی کرتے ہیں، فرماتے ہیں:

قرآن مجید کی دو آیتوں اور پچاسوں حدیثوں میں تیمم سے نماز کی اجازت ہے، حضرت عمر اور ابن مسعود کے سامنے یہ آیات واحادیث پیش ہوئی تھیں، پھر بھی ان کی سمجھ میں بات نہیں آسکی۔ ص ۲۱۸

یہ انداز گفتگو اسی کا ہو سکتا ہے جس کا قلب بغض صحابہ سے مکدر ہو، اور جس کے فکر و ذھن پر شیعیت نے پورا قبضہ جمالیا ہو، جسے نہ عمر کا مقام معلوم ہو نہ ابن مسعود کا (رضی اللہ عنہما) افسوس غیر مقلدیت کے نام پر صحابہ کرام کی ذوات قدسیہ پر اس طرح حملے ہو رہے ہیں، اور دین کی بنیاد ڈھانے کا نہایت خوفناک کھیل کھیلا جارہا ہے، ہماری دینی بے حسی کا حال یہ ہے کہ ہمارے اندر اتنی جرأت نہیں کہ صحابہ کرام کے بارے میں ایسے گستاخوں کے ہاتھ سے قلم چھین لیں۔

حضرت عمرؓ نے قرآنی حکم کو بدل ڈالا

جامعہ سلفیہ کا یہ محقق عمر فاروقؓ کے خلاف اپنے دل میں سخت کینہ پالے ہوئے ہے، جس عمر فاروق کے بارے میں اللہ کے رسول ﷺ کا ارشاد ہے کہ جس راہ سے عمر گذرتے ہیں شیطان اس راہ سے نہیں گزرتا، اور جس عمر فاروقؓ کے بارے میں اللہ کے رسول کا ارشاد ہے کہ شیطان عمر کے سایہ سے بھی بھاگتا ہے، اور جس عمر فاروقؓ کے بارے میں اللہ کے رسول کا ارشاد ہے کہ اللہ نے حق کو حضرت عمر کی زبان پر نازل کیا ہے، اور جس عمرؓ کی یہ شان تھی کہ قرآن میں بیس سے زیادہ آیتیں حضرت عمر کی خواہش کے مطابق اللہ نے نازل فرمائی، جس عمر فاروقؓ کے اسلام میں داخل ہونے سے اسلام کو بے پناہ طاقت حاصل ہوئی، اور جس عمر فاروقؓ کو وفات کے بعد اللہ کے رسول کے پہلو میں سونے کی جگہ ملی، جس عمر کو فاروق یعنی حق و باطل میں فرق کرنے والا کا لقب دربار نبوت سے ملا، انھیں عمر کے بارے میں غیر مقلدین شیعوں کے ہم زبان ہو کر یہ پروپیگنڈہ کر رہے ہیں کہ عمر فاروق نے اللہ کی شریعت کو بدل ڈالا تھا، اور قرآن کے حکم میں ترمیم کر دی تھی، جامعہ سلفیہ کا یہ سلفی ندوی محقق عمر فاروق کی شان میں کیا بکتا ہے، ناظرین ملاحظہ فرمائیں لکھتا ہے:

موصوف عمر کی خواہش وتمنا بھی یہی تھی کہ قرآنی حکم کے مطابق ایک مجلس کی تین طلاق کو ایک ہی قرار دیں، مگر لوگوں کی غلط روی روکنے کی مصلحت کے پیش نظر موصوف نے باعتراف خویش اس قرآنی حکم میں ترمیم کر دی، اس قرآنی حکم میں موصوف نے یہ ترمیم کی کہ تین قرار پانے لگیں (ص ۲۹۸ تنویر)

اس کے بعد موصوف نہایت غیظ وغضب کے عالم میں حضرت عمرؓ کے خلاف اپنے دلی بغض کا یوں اظہار کرتے ہیں:

پھر کیا وجہ ہے کہ ایک وقت کی طلاق ثلثہ میں فرمان فاروقی کو جو تعزیری طور پر نافذ کیا گیا تھا اور نصوص کتاب وسنت کے خلاف بعض سیاسی مصلحت کے سبب اپنایا گیا تھا، قانون شریعت بنالیا جائے۔ (ص ۲۹۹)

حضرت علی اور صحابہ کرام غصہ میں غلط فتویٰ دیا کرتے تھے

حدیث کی کتابوں میں آتا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ایک وقت کی تین طلاق کے تین ہونے کا فتویٰ دیا تھا، اس پر تبصرہ کرتے ہوئے جامعہ سلفیہ کے ندوی سلفی استاذ حدیث صاحب فرماتے ہیں:

ظاہر ہے کہ حضرت علی نے یہ بات محض غصہ میں کہی تھی............ یہی غصہ والی بات ان صحابہ کے فتاویٰ میں بھی کار فرما تھی، جنھوں نے ایک وقت میں ایک سے زیادہ دی ہوئی طلاقوں کو واقع بتلایا۔ ص ۱۰۳

مزید ارشاد ہوتا ہے۔

ظاہر ہے کہ زبان سے غصہ کی حالت میں نکلی ہوئی ایسی

باتوں کو حجت شرعی نہیں قرار دیا جا سکتا جبکہ غیر نبی کی یہ باتیں خلاف نصوص ہوں۔ ص ۱۰۴

اہل علم غور فرمائیں کہ اس غیر مقلد محقق نے حضرت علیؓ اور حضرات صحابہ کی شان میں کیسی بیہودہ بکواس کی ہے، وہ کہتا ہے کہ حضرت علی نے ایک وقت کی تین طلاق کے تین ہونے کا جو فتویٰ دیا تھا وہ غصہ میں تھا اور غلط تھا، صحابہ کرام کے بھی ایسے سارے فتاوے کا جن میں تین طلاق کے تین ہونے کا ذکر ہے وہ غصے کے اور غلط فتاویٰ ہیں۔ حضرت علی اور صحابہ کرام کے یہ فتاوے کتاب وسنت کے خلاف ہیں جو قابل قبول نہیں۔

خلیفۂ راشد حضرت علی یا عام صحابہ کرام کے بارے میں اس طرح کی باتیں وہی کرے گا جس کی عقل ماؤف ہوچکی ہو، جس کا قلب مریض ہو۔ جب اللہ تعالیٰ کسی کی عاقبت خراب کرنے فیصلہ کر چکا ہوتا ہے تو اس کی زبان وقلم سے خلفائے راشدین اور صحابہ کرام کے بارے میں اس طرح کی باتیں نکلتی ہیں اور اس کی ذھنیت اس قسم کی بنتی ہے اور اس کی زبان وقلم سے اس قسم کی بیہودہ باتیں نکلتی ہیں۔

غیر مقلدیت کے عنوان پر ضلالت وگمراہی کی کیسی کیسی راہیں کھل رہی ہیں، اگر اللہ تعالیٰ اس سے حفاظت نہ فرمائے تو ایمان ہی کے بھسم ہوجانے کا اندیشہ ہے۔

غیر مقلدین کا خیال ہے کہ حضرت عبد اللہ بن مسعود نماز اور دین کی بہت سی باتیں بھول گئے تھے۔

غیر مقلدین کے اصاغر ہی سے نہیں بلکہ اکابر سے بھی بہت سی باتیں

بالکل بہلولی قسم کی صادر ہوتی ہیں کہ ان کو عام عقل انسانی بھی باور نہیں کر سکتی، مگر یہ غیر مقلدین اپنے نظریہ اور اپنے فکر کو صحیح ثابت کرنے کیلئے ان کا اپنی زبان و قلم سے برملا اظہار کرتے ہیں۔ خواہ اس سے جماعت صحابہ کی عظیم سے عظیم تر شخصیت کی عظمت مجروح ہوتی ہو مگر ان غیر مقلدوں کو اس کی ذرا بھی پروا نہیں ہوتی ہے، حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کو جماعت صحابہ میں بڑا عظیم مرتبہ حاصل تھا، اللہ کے رسول ﷺ کی صحبت و ملازمت میں بیشتر اوقات رہا کرتے تھے، کوئی اجنبی آتا تو ان کو خاندان نبوت کا فرد سمجھتا۔ ان کے بارے میں اللہ کے رسول کا ارشاد ہے کہ **تمسکوا بعهد ام عبد** ابن مسعودؓ کے طور وطریق اور ان کے احکام کو مضبوطی سے تھام لو، نیز اللہ کے رسول صحابہ کرام سے فرماتے تھے، حضرت عبداللہ بن مسعود جس طرح تمہیں قرآن پڑھائیں اس کے مطابق قرآن پڑھا کرو، اللہ کے رسول ﷺ کو حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے علم و فقہ اور ان کی دینی پختگی اور امور جہاں بانی میں ان کی صلاحیت پر ایسا اعتماد تھا کہ آپ فرمایا کرتے تھے کہ **لو کنت مومرا احدا منهم من غير مشورة لامرت عليهم ابن ام عبد**، (ترمذی) یعنی اگر میں کسی کو جماعت صحابہ پر بلا مشورہ امیر اور حاکم بناتا تو ابن مسعود کو بناتا۔

غرض صحابہ کرام کی جماعت میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کو بڑا امتیازی مقام حاصل تھا، مگر غیر مقلدوں کا ان کے بارے میں کیا حال ہے اور ان کے نزدیک انکی کیا عزت و فضیلت ہے تو مولانا عبدالرحمٰن مبارکپوری جیسا غیر مقلدین کا محدث یہ فرماتا ہے کہ ان کو تو نماز بھی پڑھنے نہیں آتی تھی، نماز کی وہ بہت سی چیزوں کو بھول گئے تھے، اسی وجہ سے وہ رفع یدین نہیں کیا کرتے تھے، اور ابن مسعود تو نماز کے مسائل کے علاوہ بھی دین کی بہت سی باتوں کو بھول گئے تھے، مولانا عبدالرحمٰن صاحب نے ترمذی کی شرح میں

حضرت عبداللہ بن مسعود پر جو کلام کیا ہے یہ اس کا خلاصہ ہے، ناظرین کی بصارت کیلئے میں ان کی اس موقع کی پوری عبارت نقل کرتا ہوں، فرماتے ہیں:

"ولو تنزلنا وسلمنا ان حديث ابن مسعود هذا صحيح او حسن فالظاهر ان ابن مسعود قد نسيه كما قد نسي اموراً كثيرةً" (تحفۃ الاحوذی ص ۲۲۱ ج ۱)

یعنی اگر ہم نزول کریں اور تسلیم کرلیں کہ حضرت عبداللہ بن مسعود کی رفع یدین نہ کرنے والی یہ حدیث صحیح ہے تو ظاہر ہے کہ ابن مسعود نے رفع یدین کرنا بھلا دیا تھا، جیسا کہ انھوں نے دین کی بہت سی باتوں کو بھلا دیا تھا۔

اب جب ان غیر مقلدین سے کہا جاتا ہے کہ سوچو تم حضرت عبداللہ بن مسعود کے بارے میں کیا کہہ رہے ہو کیا یہ بات ایک عام مسلمان سے بھی ممکن ہے کہ نماز کی اتنی اہم سنت کو اپنی پوری زندگی بھولا رہے اور اسے لوگوں کا رفع یدین کرنا دیکھ دیکھ کر بھی یاد نہ آئے، تو غیر مقلدوں کے بڑے چھوٹے سب ایک زبان ہو کر کہتے ہیں کہ یہ بات ہم تحقیقاً نہیں کہہ رہے ہیں، تقلیداً کہہ رہے ہیں اور فلاں نے بھی تو یہی کہا ہے یعنی یہاں غیر مقلدین خالص دوسروں کے مقلد بن جاتے ہیں اور اس وقت نہ تقلید حرام ہوتی ہے اور نہ شرک۔

صحابہ کرام خلاف نصوص عمل پیرا تھے

غیر مقلدین کے علماء اکابر کا یہ بھی مذہب ہے کہ صحابہ کرام خلاف نصوص کام بھی کیا کرتے تھے، حالانکہ وہ جانتے ہوتے کہ یہ کام کتاب وسنت کے خلاف اور حرام ومعصیت ہے، مولانا رئیس احمد ندوی فرماتے ہیں:

ایک وقت کی طلاق ثلاثہ کو متعدد صحابہ اگرچہ واقع مانتے ہیں مگر یہ سارے صحابہ بیک وقت تین طلاق دے ڈالنے والے فعل کو

حرام و معصیت اور خلاف نصوص کتاب وسنت قرار دینے پر متفق ہیں۔ (تنویر الآفاق ص ۵۱)

اور اسی سلسلہ کا رئیس احمد ندوی استاذ جامعہ سلفیہ بنارس کا یہ دوسرا ارشاد بھی ملاحظہ ہو، اس میں پہلی بات کی تکرار کے علاوہ جوش غیر مقلدیت کا مزید مظاہرہ ہے، فرماتے ہیں، ندوی سلفی صاحب:

اس سے قطع نظر ایک وقت کی طلاق ثلاثہ کو متعدد صحابہ اگرچہ واقع مانتے ہیں مگر وہ بھی ایک وقت میں تینوں طلاق دے ڈالنے والے فعل کو نصوص کتاب وسنت کے خلاف اور حرام ومعصیت قرار دینے پر متفق ہیں، لیکن یہاں سوال یہ ہے کہ از روئے شریعت جو فعل حرام ومعصیت ہو اور جس کے کرنے کی اجازت نہ ہو اسے کسی صحابی یا متعدد صحابہ کا لازم وواقع مان لینا دوسروں کیلئے دلیل شرعی حجت کیونکر ہو سکتا ہے۔ (ص ۵۴، تنویر الآفاق)

یعنی موصوف استاذ جامعہ سلفیہ ندوی سلفی صاحب کے نزدیک صحابۂ کرام وہ کام بھی کیا کرتے تھے جو (۱) خلاف نصوص ہوا کرتے تھے جو (۲) حرام ومعصیت ہوا کرتے تھے۔ (۳) شریعت میں جن کی اجازت نہیں ہوا کرتی تھی، معاذ اللہ، یہ ہیں صحابہ کرام کے بارے میں غیر مقلدوں کا گندہ عقیدہ، اگر صحابہ کرام کا یہی حال تھا جیسا کہ ندوی سلفی صاحب فرماتے ہیں، تو کیا ایسے ہی لوگوں کے بارے میں اللہ کا ارشاد ہے: رضی الله عنهم ورضوا عنه، اللہ ان سے راضی اور وہ اللہ سے راضی، اور کیا ایسے ہی لوگوں کے بارے میں اللہ کا یہ ارشاد ہے کہ: وکرہ الیکم الکفر والفسوق والعصیان اولئک ھم الراشدون، جو اس بات پر نص قطعی ہے کہ صحابہ کرام کو فسق وعصیان والے کام سے طبعی نفرت تھی۔

خلاف شرع جانتے ہوئے بھی صحابہ کرام اس کا فتویٰ دیتے تھے

غیر مقلدین کا مذہب یہ بھی ہے کہ صحابہ کرام کو معلوم ہوتا تھا کہ فلاں کام حرام، معصیت ہے، خلاف نصوص ہے، مگر اس کے باوجود بھی وہ اس خلاف شرع کام کا فتویٰ دیتے تھے، جامعہ سلفیہ کے شیعی المزاج والفکر استاذ سلفی ندوی کا یہ کلام ذی شان ملاحظہ ہو، فرمایا جاتا ہے:

> ہم یہ دیکھتے ہیں کہ متعدد صحابہؓ ایک وقت کی طلاق ثلاثہ کے وقوع کا اگرچہ فتویٰ دیتے تھے مگر بہ صراحت بھی ان سے منقول ہے کہ ایک وقت کی طلاق ثلاثہ نصوص کتاب وسنت کے خلاف ہے اور حرام وناجائز بھی۔ (تنویر الآفاق ص ۱۰۵)

اس عبارت کا حاصل اس کے سوا اور کیا ہے کہ صحابہ کرام کی جماعت میں ایسے لوگ بھی تھے، جو یہ جان کر بھی کہ فلاں کام خلاف نصوص ہے، حرام اور معصیت ہے، پھر بھی اس کا فتویٰ دیا کرتے تھے، اور اس طرح وہ لوگوں کو حرام اور معصیت کے کام میں مبتلا کرتے تھے۔

صحابہ کرام کے بارے میں میرا خیال ہے کہ کوئی بڑے سے بڑا رافضی بھی اس سے سخت تر بات نہیں کہہ سکتا، اگر محقق موصوف کی یہ بات تسلیم کر لی جائے تو پھر صحابہ کرام کی عدالت کا ساقط ہونا یقینی ہے، خلاف نصوص قصداً اور عمداً فتویٰ دینا اور حرام ومعصیت جان کر بھی اس بات کو لوگوں میں اپنے فتاویٰ کے ذریعہ سے پھیلانا، یہ اتنا بڑا گناہ ہے کہ اس گناہ کا مرتکب دائرہ فسق میں آتا ہے، اس کو عادل کیسے کہا جائیگا۔

شیعوں نے صحابہ کرام کے بارے میں جن باتوں کو غیر سنجیدہ اور غیر علمی انداز میں پھیلایا تھا آج انھیں باتوں کو غیر مقلدیت کی راہ سے علم وتحقیق

کے نام پر پھیلایا جارہا ہے۔

حضرت عبداللہ بن مسعود کے خلاف

جامعہ سلفیہ کے محقق سلفی ندوی نے اپنی کتاب "تنویر الآفاق" میں رسول اکرم ﷺ کے جلیل القدر صحابی اور فقہائے صحابہ میں عظیم المرتبت فقیہ حضرت عبداللہ بن مسعود کے خلاف نہایت سوقیانہ وعامیانہ زبان میں گفتگو کی ہے، اس کا ایک نمونہ ملاحظہ ہو، فرماتے ہیں:

> چونکہ ابن مسعود کا بیان مذکور اللہ ورسول کے بیان کردہ اصول شریعت کے خلاف ہے، اس لئے ظاہر ہے کہ بیان ابن مسعود شرعا ساقط الاعتبار ہے۔

مزید ارشاد ہوتا ہے۔

> دریں صورت ابن مسعودؓ کا اپنی نظر میں اس طرح کا تلبیس والا مشکوک عمل اگر قابل نفاذ ہے، لیکن شریعت کی نظر میں اس کا حکم بھی واضح وظاہر ہے، یعنی کہ ایسی تین طلاقیں ایک قرار پائیں گی تو آخر حکم شریعت کو چھوڑ کر ابن مسعود یا ان کے علاوہ دوسروں کے موقف کو کس دلیل شرعی کی بنیاد پر اصول فتویٰ بنا لینا درست ہے
> (ص ۱۶۵)

صحابہ کرام آیات سے باخبر ہونے کے باوجود ان کے خلاف کام کرتے تھے

غیر مقلد سلفی ندوی محقق کا صحابہ کرام کے بارے میں یہ گندہ ریمارک بھی قارئین ملاحظہ فرمائیں۔ اور اس گستاخ قلم کی جرأت کی داد دیں، فرمایا جاتا

بہت سے صحابہ و تابعین بہت سی آیات کی خبر رکھنے اور
تلاوت کرنے کے باوجود بھی مختلف وجوہ سے ان کے خلاف عمل
پیرا تھے۔ (ص ۴۷، تنویر)

قرآن کی آیت کا علم و خبر رکھنے کے باجود صحابہ کرام ان آیات کے خلاف عمل کرتا یہ شیعوں کے گھر سے اڑائی ہوئی بات ہے، شیعوں نے صحابہ کرام کے بارے میں اپنی کتابوں میں اسی قسم کی باتیں لکھی ہیں، آج غیر مقلدین پر بھی یہی شیعی ذھنیت چھائی ہوئی ہے، اس لئے صحابہ کرام کے بارے میں جو شیعہ کہتے آئے ہیں، آج غیر مقلدین بھی انھیں کی تھاپ پر اپنا طبلہ بجا رہے ہیں۔

صحابہ کرام نصوص کے خلاف فتوٰی دیا کرتے تھے

غیر مقلدین کا یہ بھی عقیدہ ہے کہ صحابہ کرام کتاب و سنت کی نصوص کے خلاف فتوٰی دیا کرتے تھے، اس کتاب "تنویر الآفاق" میں جامعہ سلفیہ کے ندوی سلفی محقق صاحب فرماتے ہیں:

حالانکہ پوری امت کا اس اصول پر اجماع ہے کہ صحابہ کے وہ
فتاوے حجت نہیں بنائے جاسکتے جو نصوص کتاب و سنت کے خلاف
ہوں۔ (ص ۵۱۵)

غیر مقلدین کو تو اللہ کا ایسا ڈر اور کتاب و سنت سے ایسا عشق اور شریعت کے احکام کی ایسی معرفت ہے کہ ان کا ہر ہر عمل کتاب و سنت کے مطابق ہوتا ہے اور ان کے قلم سے نکلا ہوا ہر ہر لفظ ہو بہو شریعت ہوتا ہے، مگر صحابہ کرام کو نہ معاذ اللہ غیر مقلدیت والا تقوٰی حاصل تھا اور نہ ان جیسا صحابہ کرام کو کتاب و سنت سے عشق تھا نہ شریعت کی صحابہ کرام کو غیر مقلدین والی معرفت

حاصل تھی اور نہ ان کے دلوں میں نصوص کتاب وسنت کا ان جیسا احترام تھا، وصحابہ کرام کتاب وسنت کے نصوص کے خلاف فتویٰ جاری کیا کرتے تھے، معاذ اللہ، ثم معاذ اللہ۔

حضرت عبد اللہ بن عباس کے بارے میں

حضرت عبد اللہ بن عباس کا فتویٰ تین طلاق کے بارے میں جمہور اہل سنت کے مطابق ہے، یعنی وہ بھی تین طلاق کے تین ہونے کا فتویٰ دیا کرتے تھے، حضرت عبد اللہ بن عباس کے اس فتویٰ کو کنڈم کرتے ہوئے جامعہ سلفیہ کے محقق استاذ صاحب فرماتے ہیں:

> اگر بالفرض حضرت ابن عباس کا یہ فتویٰ (کہ تین طلاق ایک ہوتی ہے) نہ بھی ہو تو ہم حدیث کے متبع ہیں، ابن عباس کے نہیں۔ ۸۴۴، تنویر)

ناظرین یہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ وہی صحابی ہیں جن کے بارے میں اللہ کے رسول ﷺ نے بطور خاص دعا فرمائی تھی۔ اللهم فقه في الدين وعلمه التاويل، یعنی خدایا تو ابن عباس کو دین میں تفقہ کی دولت عطا فرما اور ان کو قرآن کی تفسیر کا علم مرحمت فرما، آنحضور ﷺ کی اسی دعا کے پیش نظر قرآن کے فہم میں حضرت ابن عباس کا وہ مقام تھا کہ ان کو امت نے ترجمان القرآن کے لقب سے نوازا، اور صحابہ کرام میں ان کو وہ خصوصی امتیاز تھا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کبار صحابہ کے ساتھ ان کو مشوروں میں شریک کیا کرتے تھے، اور دین وشریعت کے بارے میں انکے تفقہ وفہم پر ان کو اور سارے صحابہ کرام کو بھرپور اعتماد تھا، مگر غیر مقلدین کو ان کے تفقہ اور ان کے فتویٰ پر اعتماد نہیں جیسا کہ مذکورہ بالا بیان سے معلوم ہوا۔ صحابہ کرام کے بارے میں غیر مقلدوں کا یہ انداز گفتگو بتلاتا ہے کہ صحابہ کرام سے ان کو کس درجہ کی چڑ ہے۔

حضرت عبداللہ بن عمر کے بارے میں

غیر مقلدیت اختیار کر لینے کے بعد آدمی صحابہ کرام کے بارے میں کس درجہ گستاخ ہو جاتا ہے اس کا اندازہ درج ذیل کلام سے کیجئے، جو حضرت عبداللہ بن عمر اور ان کے والد حضرت عمر فاروق کے بارے میں جامعہ سلفیہ بنارس کے استاذ حدیث کے قلم سے نکلا ہے، فرماتے ہیں:

جب فرمان نبوی کے بالمقابل باعتراف ابن عمران کے باپ عمر فاروق جیسے خلیفہ راشد کا قول و عمل نا قابل قبول ہے تو ابن عمر یا کسی بھی صحابی کا جو قول و عمل خلاف فرمان نبوی ہو وہ کیوں کر مقبول ہو سکتا ہے۔ (ص ۳۴۶، تنویر)

اس پوری کتاب میں اسی بات پر پورا زور صرف کیا گیا ہے کہ معاذ اللہ صحابہ کرام، اور خلفائے راشدین کتاب و سنت کے خلاف فتویٰ دیا کرتے تھے، کتاب و سنت کے خلاف عمل کیا کرتے تھے، حرام و معصیت کے مرتکب ہوا کرتے تھے، اللہ اور اس کے رسول کے نافرمان تھے، حکم شریعت کو بدل دیا کرتے تھے، غصہ میں غلط اور خلاف نصوص و کتاب و سنت فتویٰ دیا کرتے تھے، اور تمام امت ان کے اس طرح کے اقدامات کو غلط قرار دیا کرتی تھی اور اس کو رد کیا کرتی تھی۔

یہ ہے معاذ اللہ صحابہ کرام کے بارے میں غیر مقلدین کا نقطۂ نظر، اب آپ غور فرمائیں کہ کیا صحابہ کرام کے بارے میں جن کا اس قسم کا عقیدہ اور نقطۂ نظر ہو اس کا تعلق کسی بھی درجہ میں اہل سنت والجماعت سے ہو سکتا ہے، اور کیا غیر مقلدوں کو فرقہ ناجیہ میں شمار کرنا درست ہے؟

اللہ کے رسول ﷺ نے فرقہ ناجیہ کی جو پہچان بتلائی ہے وہ یہ ہے کہ یہ جماعت ہمارے اور اصحاب کے طریقہ پر ہوگی، تو جن کی نگاہ میں صحابہ کرام کا

مقام یہ ہے کہ نہ ان کے قول کا اعتبار نہ ان کے فعل کا اعتبار نہ ان کے فہم کا اعتبار نہ ان کے قیاس ورائے کا اعتبار، جو خلاف شرع اور معصیت والا کام کیا کرتے تھے اور ان کا عمل کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ کی نصوص کے خلاف ہوا کرتا تھا، جو دینی و شرعی احکام کو اپنی رائے سے بدل دیا کرتے تھے، بھلا ایسا گروہ یا ایسی جماعت صحابہ کرام کے راستہ کو کیوں اختیار کرے گی، اور صحابہ کرام کی جماعت مبارکہ اس کے نزدیک دین کے بارے میں معیار اور کسوٹی کس طرح قرار پائے گی؟ اور جب وہ صحابہ کرام کے طریق پر نہ ہوگی اور ان کے عمل اور ان کی سنتوں کو بغض و نفرت کی نگاہ سے دیکھے گی تو وہ ناجیہ جماعت میں سے کیسے ہوں، اور ما انا علیہ واصحابی کا مصداق غیر مقلدین کی جماعت کیسے بن سکے گی؟

صحابہ کرام کے بارے میں اللہ ورسول کے جو ارشادات ہم نے اس کتابچہ کے شروع میں نقل کئے ہیں، اسے دیکھئے اور غیر مقلدین کے صحابہ کرام کے بارے میں اس نقطہ نظر کو دیکھئے دونوں میں کیسا زمین و آسمان کا فرق ہے۔

ہم نے جامعہ سلفیہ بنارس کے استاذ رئیس احمد ندوی کی اس کتاب سے بطور خاص بہت زیادہ اقتباسات پیش کئے ہیں تاکہ کسی غیر مقلد کو اس کی جرأت نہ ہو کہ وہ یہ کہے کہ یہ ہماری جماعت صحابہ کرام کے بارے میں نقطہ نظر نہیں ہے، اس وجہ سے کہ یہ کتاب ہندوستان کے سب سے بڑے اور غیر مقلدوں کے مرکزی ادارہ کی طرف سے شائع ہوئی ہے، اور اس ادارہ کے استاذ حدیث کے قلم سے شائع ہوئی ہے، نیز یہ کہ اس پر جو مقدمہ ہے وہ اس ادارہ کے معتمد تعلیمات ڈاکٹر مقتدیٰ حسن ازہری کا ہے، اپنے مقدمہ میں ڈاکٹر صاحب اس کتاب اور اس کتاب کے مصنف کی تعریف کی ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ اس کتاب میں جو کچھ پیش کیا گیا ہے، وہی پوری جماعت کی ترجمانی اور

یہی پوری جماعت کا صحابۂ کرام کے بارے میں موقف اور نقطۂ نظر ہے، مولانا مقتدیٰ حسن ازہری کتاب کے مقدمہ میں فرماتے ہیں:

جمود اور تعصب کی صورت میں اپنے مسلک کو چھوڑ کر حق بات اختیار کرنا بڑا مشکل ہے. لیکن کتاب میں جن دلائل کو پیش کیا گیا ہے اور مولف نے جس بالغ نظری اور دقت رسی سے ہر شبہ کو دور کیا ہے اس کے پیش نظر ہمیں قوی امید ہے کہ متلاشیان حق کیلئے یہ تحریر کافی ہوگی، اور اس کے ذریعہ اللہ تعالیٰ انھیں صحیح مسئلہ پر عمل کرنے کی توفیق مرحمت فرمائے گا، (ص ۱۶ تنویر)

حکیم فیض عالم صدیقی اور صحابۂ کرام

کچھ سال قبل غیر مقلدین کے حلقہ سے ایک عالم حکیم فیض عالم صدیقی کا بڑا نام اور شہرہ تھا، اس وقت معلوم نہیں موصوف حکیم صاحب زندہ ہیں یا راہی ملک عدم ہوئے، ان کی تین کتابوں نے بڑی شہرت حاصل کی تھی۔ اختلاف امت کا المیہ، صدیقہ کائنات اور شہادت ذوالنورین ہمیں ان تینوں کتابوں کے پڑھنے کا شرف حاصل ہے، حکیم صاحب موصوف کی ان کتابوں کے پڑھنے کے بعد ہمارا تاثر یہ ہے کہ اس شخص میں ناصبیت اور رفضیت دونوں کے جراثیم تھے۔ صحابۂ کرام اور آل بیت رسول کے بارے میں نہایت بدزبان اور بدلگام شخص تھا، فقہائے کرام کے بارے میں یہ جلا بھنا غیر مقلد تھا، حکیم موصوف کی ان تمام قبیح صفتوں کے باوجود حلقۂ غیر مقلدین میں اس کو ”بے نظیر محقق“ کے لقب سے یاد کیا جاتا ہے، صحابۂ کرام اور آل بیت رسول کے بارے میں اس غیر مقلد محقق صاحب کے جذبات کیا تھے تو درج ذیل اقتباسات سے ناظرین اس کا اندازہ لگائیں گے:

حضرت علی بے فکر شہزادہ کی طرح

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زندگی کا نقشہ کھینچتے ہوئے حکیم فیض عالم موصوف فرماتے ہیں:

غنیمت سے بے حساب مال آپ کو گھر میں بیٹھے مل جاتا تھا حرم آباد تھا، اولاد موجود تھی، آٹھ دس گاؤں بطور جاگیر خلفائے ثلاثہ کی طرف سے عنایت ہوئے تھے، گویا آپ ایک بے فکر شہزادہ کی طرح زندگی گزار رہے تھے، کبھی کبھار دینی امور میں اپنی خوشی سے حصہ لیتے تھے، مگر امور جہانبانی یا سیاست مدنی یا دنیوی نشیب وفراز میں مغزماری کی ضرورت ہی کبھی محسوس نہ کی تھی۔

(صدیقہ کائنات ص ۱۷)

حضرت علی کی نام نہاد خلافت اور خود ساختہ حکمرانی

حکیم فیض عالم غیر مقلد نے اپنی کتاب خلافت راشدہ میں حضرت علی رضی اللہ عنہ یا خاندان نبوت کے دوسرے حضرات یا ان کے علاوہ دیگر صحابہ کرام کے بارے میں جو کچھ لکھا ہے وہ خالص اس کی سبائیت اور شیعی ذہنیت کا پرتو ہے۔ یہ شخص حضرت علیؓ کے بارے میں جو کچھ کہہ رہا ہے۔ ناظرین سینہ پر ہاتھ رکھ کر سنتے رہیں، فرمایا جاتا ہے:

جہالت، ضد ہٹ دھرمی، نسلی عصبیت کا کوئی علاج نہیں، اپنے خود ساختہ نظریات سے چمٹے رہنے یا مزعومہ تخیلات کو سینہ سے لگائے رکھنے کا دفعیہ ناممکن ہے، مگر سیدنا علیؓ کی نام نہاد خلافت کے متعلق قرآنی آیات حضور صادق ومصدوق کے ارشادات کی

روشنی میں حقائق گزشتہ صفحات میں بیان کیے جا چکے ہیں، ان کی موجودگی میں سیدنا علیؓ کے خود ساختہ حکمرانہ عبوری دور کو خلافت راشدہ میں شمار کرنا صریحاً دینی بد دیانتی ہے، مگر اغیار نے جس چابکدستی سے آنجناب رضی اللہ عنہ کی نام نہاد خلافت کو خلافت حقہ ثابت کرنے کیلئے دنیائے سبائیت سے درآمد کردہ مواد سے جو کچھ تاریخ کے صفحات میں قلم بند کیا ہے اس کا حقیقت سے کوئی تعلق یا واسطہ نہیں۔ ص ۵۵۔۵۶

سیدنا علی نے خلافت کے ذریعہ اپنی شخصیت کو قد آور بنانا چاہا تھا

اس کی مزید گہر افشانی ملاحظہ فرمائیے۔ لکھتا ہے:

اسی طرح اگر سیدنا علی کو بھی مسلمان منتخب کر کے خلیفہ بناتے تو ان کی ذات کی وجہ سے خلافت کو ضرور وقار ملتا، مگر سیدنا علیؓ نے خلافت کے ذریعہ اپنی شخصیت اور ذات کو قد آدار بنانا چاہا، جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ مسلمانوں کی سیلاب آسا فتوحات ہی ٹھپ ہو کر رہ گئیں، بلکہ کم و بیش ایک لاکھ فرزندان توحید خاک و خون میں تڑپ کر ٹھنڈے ہو گئے۔ ص ۵۱

حضرت علی کی خلافت عذاب خداوندی تھی

اس شخص غیر مقلد حکیم فیض عالم کے سینہ میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے خلاف کیسا بغض بھرا ہوا ہے، ذرا سینہ پر ہاتھ رکھ کر ان کے بارے میں اس غیر مقلد کا یہ تبصرہ ملاحظہ فرمائیں، اور اس کی گندی ذھنیت کا اندازہ لگائیں

لکھتا ہے:

آپ کو امت نے اپنا خلیفہ منتخب نہیں کیا تھا، آپ دنیائے سبائیت کے منتخب خلیفہ تھے، اسی لئے آپ کی خود ساختہ خلافت کا چار پانچ سالہ دور امت کیلئے عذاب خداوندی تھا جس میں ایک لاکھ سے زیادہ فرزندان توحید خون میں تڑپ تڑپ کر ختم ہو گئے، آپ کی شہادت عالم اسلام کیلئے ایک آیہ رحمت ثابت ہوئی ....

.... اور

....

عالم اسلام نے چار پانچ سال کی انارکی کے بعد سکھ کا سانس لیا۔

(ص ۲۲۸)

حضرات حسنین کو زمرہ صحابہ میں رکھنا سبائیت کی ترجمانی ہے

حکیم موصوف کی غیر مقلدیت ایسی دو آتشہ ہے کہ وہ اس کو بھی گوارا نہیں کرتی کہ حضرت حسن و حسین کو جماعت صحابہ میں شمار کیا جائے۔ چنانچہ وہ اپنی کتاب سیدنا حسن بن علی کے ص ۲۳ پر فرماتے ہیں:

حضرات حسنین کو زمرہ صحابہ میں شمار کرنا صریحاً سبائیت کی ترجمانی ہے یا اندھا دھند تقلید کی خرابی۔

(سیدنا حسن بن علی ص ۲۳، از مسائل اہلحدیث جلد دوم)

حضرت سیدنا حسن بن علی رضی اللہ نواسہ رسول کی وفات کے بارے میں اس غیر مقلد حکیم فیض عالم کا یہ غلیظ تبصرہ ہے، یہ شخص حضرت سیدنا حسن علی رضی اللہ عنہ کی وفات کا سبب بیان کرتے ہوئے لکھتا ہے:

سیدنا حسن کی موت کے متعلق میں اپنی تالیفات عترت رسول اور حسن بن علی میں بدلائل ثابت کر چکا ہوں کہ کثرت

جماع ذیابطیس اور تپ محرقہ سے ہوئی۔ (خلافت راشدہ ص ۲۱۵)

حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے بارے میں غیر مقلد حکیم فیض عالم کے خیالات

حضرت حسن رضی اللہ عنہ کے بارے میں تو حکیم فیض صاحب کے ایمان افروز ارشادات آپ نے ملاحظہ فرمالئے، حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے بارے میں بھی ان کے ارشادات آپ ملاحظہ فرمائیں:

حضرت حسینؓ کا کوفہ جانا اعلاء کلمۂ حق کیلئے نہیں تھا

حضرت حسن مکہ سے کوفہ تشریف لے گئے، دنیا اس کا مقصد کچھ بتلاتی ہو مگر حکیم فیض صاحب کا ارشاد یہ ہے۔

> آپ اعلاء کلمۃ الحق کے نظریہ کے تحت عازم کوفہ نہیں ہوئے تھے بلکہ حصول خلافت کیلئے آپ نے یہ سفر اختیار کیا تھا۔
> (واقعہ کربلا ص ۷۔ از رسائل اہلحدیث جلد دوم)
>
> آپ کے دل میں حصول خلافت کی دبی ہوئی پرانی خواہش انگڑائیاں لیکر بیدار ہو گئیں اور آپ تمام عالم اسلام کے منتخب اور مایہ ناز صحابہ کرام اور تابعین کے سمجھانے کے باوجود ۱۰ ار ذی الحجہ کو مکہ سے عازم کوفہ ہوئے۔ (رسائل اہلحدیث جلد دوم ص ۹۸۔۹۹)

حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے بارے میں ایک اور کریہہ ریمارک

خاندان نبوت کے سب سے چہیتے اور نواسۂ رسول ﷺ کے بارے میں

ان غیر مقلد صاحب کا ناظرین سینہ پر ہاتھ رکھ کر یہ ریمارک بھی ملاحظہ فرمائیں۔ فرمایا جاتا ہے:

حقیقت یہ ہے کہ آپ برسام کے مریض تھے اور اس مرض کے مریض اول تو مر جاتے ہیں، ورنہ پاگل ہو جاتے ہیں، اگر بچ بھی نکلیں تو ان کی زبان لکنت آمیز ہو جاتی ہے، اور ذھن کما حقہ سوچنے کی قوتوں سے محروم ہو جاتا ہے۔

(خلافت راشدہ ص ۱۳۸)

گویا حکیم صاحب اپنے قارئین کو یہ تاثر دینا چاہتے ہیں کہ سیدنا حضرت حسین رضی اللہ عنہ کا کوفہ کا سفر اس وجہ سے ہوا تھا کہ چونکہ آپ معاذ اللہ برسام کے مریض تھے جس میں کم از کم آدمی سوچنے کی قوتوں سے محروم ہو جاتا ہے، اور اس کا دماغ کام نہیں کرتا ہے۔ آپ کے دماغ نے بھی اس مرض کی وجہ سے کام نہیں کیا تھا اور لوگوں کے ہزار سمجھانے کے باوجود حصول خلافت کی خواہش شدید تھی کہ آپ نے سب کے مشوروں کو نظر انداز کر کے کوفہ کا سفر کیا تھا۔

جگر گوشۂ بتول نواسۂ رسول اور خاندان نبوت کے اس فرزند عظیم کے بارے میں یہ ہے حکیم فیض عالم صدیقی غیر مقلد صاحب کا اظہار خیال۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

مسلمانوں خدارا غور کرو کہ کیا جس کے قلب میں حضور اکرم ﷺ کی ذرا بھی محبت ہو گی وہ خاندان نبوت کے ان فرزندوں کے بارے میں اس قسم کی بے ہودہ بکواس کر سکتا ہے۔ اللہ کے رسول ﷺ کو حضرت حسن حسین رضی اللہ عنہما سے کس قدر محبت تھی، اس کا اندازہ ان کے بارے میں اللہ کے رسول ﷺ کی اس دعا سے ہوتا ہے آپ دعا فرماتے تھے۔

اللھم انی احبھما فاحبھما واحب من یحبھما ۔ (ترمذی)

اللہ میں ان دونوں سے محبت کرتا ہوں تو بھی ان سے محبت کر اور ان کو تو محبوب رکھ جو ان دونوں سے محبت رکھتے ہیں۔

یہی حضرت حسن وحسین ہیں کہ ان کو اللہ ورسول نے جنت کے نوجوانوں کا سردار بتلایا ہے۔

قال رسول اللہ ﷺ الحسن والحسین سیدا شباب اهل الجنة (ترمذی)

یعنی حضرت حسن اور حضرت حسین جنت کے نوجوانوں کے سردار ہیں۔

یہی وہ فرزندان خاندان نبوت ہیں جن کو اللہ کے رسول مارے محبت کے سینہ سے چمٹاتے تھے، اور محبت سے بوسہ دیتے تھے۔

غرض یہ ہے کہ جن کو اللہ سے محبت ہوگی اس کو اللہ کے رسول سے محبت ہوگی اور جن کو اللہ کے رسول سے محبت ہوگی وہ خاندان نبوت کے افراد سے بھی محبت رکھے گا۔ رسول اکرم ﷺ سے محبت کا دعویٰ کرنے والا اہل بیت کے خلاف اپنے دل میں کینہ نہیں رکھے گا اور نہ اس کے قلم سے اس قسم کی بیہودہ بکواس صادر ہوگی جس کا نمونہ قارئین نے حکیم فیض عالم غیر مقلد صاحب کی تحریروں میں دیکھا۔

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں حکیم فیض عالم کا گندہ خیال

حضرت حذیفہؓ ایک جلیل القدر صحابی ہیں، محرم اسرار رسول ﷺ تھے، یعنی آنحضور ﷺ کی بہت سی وہ باتیں جو دوسروں کو نہیں معلوم تھیں۔ آنحضور ﷺ نے حضرت حذیفہ کو ان سے مطلع کر دیا تھا، اس وجہ سے صحابہؓ

کرام میں ان کا ایک خاص مقام تھا، صحابۂ کرام کو آنحضور ﷺ نے مخاطب کر کے فرمایا تھا

ماحدثکم حذیفة فصدقوه (ترمذی)

حضرت حذیفہ جو تم سے بیان کریں تم اس کو سچ جاننا

انھیں حضرت حذیفہ کے بارے میں حکیم فیض عالم کی بکواس یہ ہے کہ وہ معاذ اللہ حضرت عمر فاروق کے قتل کی سازش میں شریک تھے، حکیم موصوف کا ارشاد یہ ہے، فرماتے ہیں:

> کیا حذیفہ کے ان الفاظ سے معلوم نہیں ہوتا کہ وہ اس سازش سے باخبر تھے اور اگر یہ سازش صرف یہود یا مجوس کی تیار کردہ تھی تو حذیفہ کو تمام واقعات بیان کرنے سے کون سا امر مانع تھا، اس حذیفہ کا بیٹا محمد اور محمد بن ابو بکر دونوں مصر میں ابن سبا کے معتمد خاص تھے۔ (شہادت ذوالنورین ص ۷۱)

حکیم صاحب گویا یہ بتلانا چاہتے ہیں کہ حضرت عمر کی شہادت میں حضرت ابو حذیفہ اور ان کے لڑکے کا بھی عمل دخل تھا۔

حضرت ابوذر غفاری کمیونسٹ نظریہ والے تھے

حضرت ابوذر غفاری کا صحابہ میں ایک خاص مقام تھا، آنحضور ﷺ کے بہت دلارے تھے، آنحضور ﷺ کے ساتھ ان کے عشق و محبت اور شدت تعلق کا عالم یہ تھا کہ وہ آنحضور ﷺ کی ایک ایک ادا پر مر مٹنے والے تھے، مزاج زاہدانہ تھا، دنیا کی محبت کا گزر ان کے دل میں نہیں تھا، ان کے بارے میں حکیم فیض عالم صدیقی نے جس انداز کی بات کہی ہے اس کا کسی ایسے شخص کے قلم سے نکلنا ناممکن ہے جو مقام صحابہ سے ذرا بھی واقف ہے اور جس

کا دل ایمان و یقین کی دولت سے معمور ہو، حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کے بارے میں حکیم صاحب علامہ اقبال کے اس شعر۔

مٹایا قیصر و کسریٰ کے استبداد کو کس نے
وہ کیا تھا زور حیدر فقر بوذر صدق سلمانی

کی آڑ میں اپنے بغض و کینہ اور اپنی غیر مقلدیت کا اس طرح اظہار کرتے ہیں:

اس شعر میں دوسرے نمبر پر حضرت ابوذر غفاریؓ کا نام ہے جو ابن سبا کے کمیونسٹ نظریہ سے متاثر ہو کر ہر کھاتے پیتے مسلمان کے پیچھے لٹھ لیکر بھاگ اٹھتے تھے۔ (خلافت راشدہ ص ۱۴۳)

غیر مقلدیت کے ناسور میں آدمی مبتلا ہو کر کیسی کیسی بہکی باتیں کرتا ہے، قارئین اس کا اندازہ لگائیں۔

تعجب ہے کہ جو غیر مقلدین رفع یدین اور آمین بالجہر جیسے فروعی مسائل میں ہر وقت قلم تان کر کھڑے رہتے ہیں، اپنی جماعت کے ان گستاخ اہل قلم کے خلاف ان کی زبان خاموش رہتی ہے، ان کا قلم گنگ رہتا ہے، اور ان کے دلوں میں صحابہ کرام کے بارے میں اس طرح کی باتیں سن کر خلش پیدا نہیں ہوتی۔

ہم برادران اسلام سے گذارش کرتے ہیں کہ وہ غیر مقلدیت کے فتنہ کو سمجھیں، یہ فتنہ مختلف بیرونی اور غیر بیرونی طاقتوں کے بل پر آج بڑی تیزی سے سر اٹھا رہا ہے۔

کتاب و سنت کا نام لے کر ضلالت و گمراہی کا پرچار فرقۂ غیر مقلدین کا خاص ہدف ہے، یہ فرقہ سارے اہل سنت والجماعت مسلمانوں کی تکفیر پر لگا ہوا ہے، مسلمانوں کی صفوں میں انتشار پھیلا کر، گھروں میں لڑائی جھگڑا کی فضا ہموار کرنا اور مسجدوں میں اختلافات کو ہوا دینا، دین کے خدام اور اللہ والوں کی شان میں بکواس کرنا، اس فرقہ کا مزاج بن گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ اگر رحم نہ فرمائے

تو مسلمانوں کا رشد و ہدایت کی راہ پر لگا رہنا اس مادیت اور فتنوں کے دور میں بہت مشکل ہے۔

ربنا لا تزغ قلوبنا بعد اذ هديتنا و هب لنا من لدنك رحمة انك انت الوهاب . وصلى الله تعالىٰ على رسوله و صحبه اجمعين

Www.Ahlehaq.Com

شیخ الاسلام ابن تیمیہ اور صحابہ کرام

گذشتہ صفحات میں ناظرین نے دیکھا کہ غیر مقلدین کا صحابہ کرام اور خلفائے راشدین کے بارے میں نقطہ نظر کیا ہے؟ ان کے خیالات صحابہ کرام کے بارے میں کس طرح کے ہیں، اگر انسان خالی الذہن ہو کر ان میں غور کرے گا تو غیر مقلدین اور شیعوں کے صحابہ کے بارے میں عقیدہ و مسلک میں بڑی ہم آہنگی نظر آئے گی، اور اس کی وجہ یہی ہے کہ یہ دونوں فرقے ائمہ دین کی تقلید کے منکر ہیں، شیعہ بھی تقلید کا انکار کرتے ہیں اور غیر مقلدین بھی تقلید کے منکر ہیں، اور اسلاف امت سے بیزاری اور بد اعتمادی کا اور ان کی شان میں جرأت و گستاخی کی سب سے بڑی وجہ یہی عدم تقلید ہے، جس کسی شخص یا فرقہ میں عدم تقلید کا رجحان پیدا ہو گا، اس کی زبان و قلم کا اسلاف کے بارے میں بے باک ہو جانا قطعی اور یقینی ہے۔

غیر مقلدین شیخ الاسلام ابن تیمیہ سے اپنے تعلق خاطر کا بڑا اظہار کرتے ہیں اور ناواقفوں کو یہ باور کراتے ہیں کہ ان کی سلفیت اسی نہج اور معیار کی ہے جس پر شیخ الاسلام ابن تیمیہ اور ان کے شاگرد رشید حافظ ابن قیم اور بعد میں شیخ محمد بن عبدالوھاب نجدی رحمہم اللہ تھے، غیر مقلدین کا یہ خالص فریب ہے، شیخ الاسلام ابن تیمیہ اور غیر مقلدین کے فکر و مزاج میں زمین آسمان کا بعد ہے، چند مسائل میں شیخ الاسلام کی پیروی اور تقلید کا یہ مطلب نہیں ہے کہ غیر مقلدین کا فکر و خیال اور مذھب و عقیدہ بھی شیخ الاسلام ابن تیمیہ والا ہے، مثلاً صحابہ کرام کے بارے میں غیر مقلدین کا جو نقطہ نظر ہے وہ شیخ الاسلام کے مسلک اور عقیدہ کے بالکل خلاف ہے، میں یہاں بہت مختصر طریقہ پر صحابہ

کرام کے بارے میں شیخ الاسلام ابن تیمیہ کے خیالات کی چند جھلکیاں قارئین کے سامنے پیش کرنا چاہتاہوں تاکہ قارئین غیر مقلدین اور شیخ الاسلام ابن تیمیہ کے صحابہ کرام کے بارے میں خیالات سے آگاہ ہوکر اندازہ لگائیں کہ دونوں کی راہ کتنی مختلف اور الگ ہے۔

صحابہ کا فعل حجت ہے

غیر مقلدین کہتے ہیں کہ صحابہ کرام کا فعل حجت نہیں ہے، اور شیخ الاسلام ابن تیمیہ کے نزدیک صحابہ کرام کا فعل حجت ہے، وہ جگہ جگہ اپنے فتاویٰ میں صحابہ کرام کے فعل سے حجت پکڑتے ہیں مثلاً اس مسئلہ کو بیان کیلئے کہ سفر میں چار نہیں دو رکعت نماز ادا کی جانی چاہئے فرماتے ہیں۔

والنبی صلی اللہ علیہ وسلم کان فی جمیع اسفارہ یصلی رکعتین ولم یصل فی السفر اربعاً قط ولا ابوبکر ولا عمر . . (فتاویٰ ص۳۸ ج۲۲)

یعنی نبی اکرم ﷺ نے اپنے کسی سفر میں چار رکعت نماز نہیں پڑھی اور نہ یہ عمل ابو بکر کا تھا اور نہ عمر کا۔

اس سے معلوم ہوا کہ شیخ الاسلام ابن تیمیہ کے نزدیک جس طرح کہ نبی اکرم ﷺ کا فعل دین وشریعت میں دلیل بنتا ہے اسی طرح صحابہ کرام کا بھی

صحابہ کرام کا کسی کام کو کرنا یہ اس کے سنت شرعیہ ہونے کی دلیل ہے

شیخ الاسلام ابن تیمیہ کا عقیدہ ومسلک صحابہ کرام کے بارے میں یہ ہے کہ وہ اگر کسی کام کو کریں تو یہ اس بات کی دلیل ہے کہ وہ عمل مشروع اور سنت

ہے،ایک مسئلہ میں ابن تیمیہ فرماتے ہیں لہ:

فلو ان هذا من السنن المشروعة لم يفعل هذا عمر و يقره المسلمون عليه۔ ص ۳۹۶ ج ۲۲، یعنی اگر یہ عمل مسنون اور مشروع ہوتا تو حضرت عمرؓ اس کو نہ کرتے اور نہ مسلمانوں کو اس پر جمے رہنے دیتے۔

صحابہؓ کرام ہم سے زیادہ سنت کے متبع تھے۔

غیر مقلدین کا عقیدہ و مذہب یہ ہے کہ صحابہؓ کرام خلاف نصوص اور حرام ومعصیت امور کا بھی ارتکاب کرتے تھے، اور شیخ الاسلام ابن تیمیہ کا فرمان یہ ہے کہ صحابہؓ کرام امت میں سب سے زیادہ سنت اور شریعت کے متبع اور آنحضور ﷺ کے فرمان کے فرمانبردار تھے۔ فرماتے ہیں:

ومن المعلوم ان الصحابة في عهده وبعده افضل منا واتبع للسنة واطوع لامره۔ ص۱۷۹ج۲۲)

یعنی یہ بات معلوم ہے کہ صحابہؓ کرام آنحضور ﷺ کے زمانہ میں اور آپ ﷺ کے زمانہ کے بعد بھی ہم سے افضل تھے اور آپ ﷺ کی سنت کے سب سے زیادہ اتباع کرنے اور آپ کے حکم کے سب سے زیادہ فرماں بردار تھے۔

صحابہؓ کرام آنحضور ﷺ کی سنتوں کے سب سے زیادہ جاننے والے تھے

شیخ الاسلام ابن تیمیہ کا مذھب وعقیدہ یہ ہے کہ صحابہؓ کرام سب سے زیادہ سنتوں کے عالم تھے اور سب سے زیادہ ان کی اتباع کرنے والے تھے۔

بل اصحاب النبي ﷺ الذين هم اعلم الناس بسنته وارغب الناس في اتباعها۔ ص ۱۱۰ ج ۲۳

یعنی صحابہ کرام آپ ﷺ کی سنتوں کا سب سے زیادہ علم رکھنے والے اور ان کی اتباع کے حریص تھے۔

خلفائے راشدین کے بارے میں ابن تیمیہ کے ارشادات

غیر مقلدین نے خلفائے راشدین کو مطعون کرنے کیلئے وہ سب کچھ روا رکھا ہے جو ایک رافضی اور شیعہ کر سکتا ہے، مگر شیخ الاسلام ابن تیمیہ کے نزدیک خلفائے راشدین کا مقام و مرتبہ کیا تھا اس کو معلوم کرنے کیلئے ابن تیمیہ کے درج ذیل ارشادات پر نظر ڈالیں:

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بیس رکعت تراویح پر حضرات صحابہ کو جمع کیا اور حضرت ابی بن کعب کو ان کی نماز تراویح کا امام بنایا، جب ایک رات حضرت عمرؓ نے ان کو اجتماعی شکل میں تراویح پڑھتے دیکھا تو آپ نے فرمایا کہ نعمت البدعة هذه، یہ کیا ہی عمدہ نو ایجاد کام ہے، چونکہ آنحضور ﷺ کے زمانے میں باجماعت تراویح کا اہتمام نہیں تھا جو حضرت عمر نے فرمایا تھا، تو اس پر آپ نے بدعت کا لفظ استعمال کیا، حضرت عمرؓ کے اس قول کے بارے میں ابن تیمیہ فرماتے ہیں کہ حضرت عمر خلفائے راشدین میں سے ہیں، اور آنحضور ﷺ نے خلفائے راشدین کے عمل کو سنت بتلایا ہے اور اس کو مضبوطی سے تھامنے کا حکم فرمایا ہے، اس وجہ سے حضرت عمر کا یہ فعل سنت ہے، اس کو لغۃً بدعت کہا گیا ہے، اس کی تفصیل کے بعد ابن تیمیہ فرماتے ہیں:

وهذا الذی فعله سنة لکنه قال نعمت البدعة هذه فانها بدعة فی اللغة لکونهم فعلوا ما لم یکونوا یفعلونه فی حیاة الرسول ﷺ یعنی من الاجتماع علی مثل هذه و

ھی سنة من الشریعة۔ ص۲۳۵ ج۲۲

یعنی حضرت عمرؓ کا یہ فعل سنت ہی ہے، حضرت عمرؓ نے اس کو بدعت لغتہً کہا ہے، شرعاً نہیں، اس لئے کہ آنحضور ﷺ کے زمانہ میں صحابہ کرامؓ اس طرح جمع ہو کر تراویح نہیں پڑھا کرتے تھے، حضرت عمرؓ کا یہ عمل شرعی سنت ہے۔

غیر مقلدین کے علماء تو فرماتے ہیں کہ صحابہ کرامؓ کا وہ عمل سنت قرار پائے گا جو آنحضور ﷺ کے قول و عمل اور آپ کی سنت کے مطابق ہو، آنحضور ﷺ کی سنت کے خلاف جو عمل ہوگا، خواہ وہ خلفائے راشدین کا عمل ہی کیوں نہ ہو وہ عمل باطل و مردود ہوگا، اور ابن تیمیہ کا مسلک و عقیدہ یہ ہے کہ خلفائے راشدین کا قول و عمل مستقل سنت ہے۔

خلفائے راشدین جو عمل جاری کرتے تھے وہ اللہ اور رسول کے فرمان کے موجب جاری کرتے تھے

شیخ الاسلام ابن تیمیہ نے تراویح کے علاوہ متعدد امور کو جن کو خلفائے راشدین نے جاری کیا تھا، شمار کر کے بتلایا کہ یہ سب کے سب سنت ہیں، اس لئے کہ خلفائے راشدین کا ان امور کو جاری کرنا بحکم خدا اور رسول تھا۔

لانھم سنوہ بامر اللہ و رسولہ فھو سنة وان کان فی اللغة یسمیٰ بدعة۔ ص۲۳۵ ج۲۲

یعنی خلفائے راشدین کے جاری کردہ سارے کام اگرچہ لغت کے اعتبار سے بدعت کہلائیں مگر شریعت میں وہ سب کے سب سنت ہی ہیں۔

ایک جگہ فرماتے ہیں:

وما سنہ خلفائہ الراشدون فانما سنوہ بامرہ فھو

من سنته۔ ص ۲۸۲ ج ۱

یعنی خلفائے راشدین جو طریقہ عمل جاری کریں وہ بھی آنحضور اکرم ﷺ کی سنت ہی کہلائے گا، اس لئے کہ خلفائے راشدین کا عمل آنحضور ﷺ کے حکم سے تھا۔

خلفائے راشدین کا عمل بھی راجح ہے

غیر مقلدین خلفائے راشدین کو دین میں بالکلیہ ساقط الاعتبار کرنے کوشش میں لگے رہتے ہیں۔ اور شیخ الاسلام ابن تیمیہ کا خلفائے راشدین کے بارے میں فیصلہ یہ ہے، ایک مسئلہ کے ضمن میں فرماتے ہیں:

ولما قضیٰ به الخلفاء الراشدون لا سیما ولم یثبت عن غیرهم خلافه وان ثبت فان الخلفاء الراشدین اذا خالفهم غیرهم کان قولهم هو الراجح، لان النبی ﷺ قال علیکم بسنتی و سنة الخلفاء الراشدین المهدیین من بعدی تمسکوا بها وعضوا علیها بالنواجذ وایاکم و محدثات الامور فان کل بدعة ضلالة۔

ص ۳۴۷ ج ۲۲

یعنی جبکہ اس کا فیصلہ خلفائے راشدین نے کر دیا اور ان کا کوئی مخالف بھی نہیں اور اگر مخالف بھی ہوتا تو بھی خلفائے راشدین کا فیصلہ ہی راجح ہے، اس وجہ سے کہ انہیں کے بارے میں آنحضور ﷺ کا ارشاد ہے کہ میری اور میرے خلفاء کی سنت کو اختیار کرو، میرے خلفاء راہ حق پر ہیں ہدایت یافتہ ہیں ان کی سنتوں کو مضبوطی سے تھامو، دانتوں سے پکڑو اور دیکھو نئے نئے کاموں سے بچو اس لئے کہ دین میں ہر نیا کام بدعت ہے اور بدعت گمراہی ہے۔

خلفائے راشدین کا عمل بدعت نہیں ہو سکتا

شیخ الاسلام ابن تیمیہ کی اس عبارت سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ جس طرح سے آنحضور ﷺ کا عمل اور آپ کی سنت پر بدعت کا اطلاق جائز نہیں ہے، اسی طرح سے خلفائے راشدین کا عمل اور سنت کو بدعت کہنا حرام اور ناجائز ہے۔ خلفائے راشدین کے عمل سنت ہی ہوگا، بدعت نہیں ہے، ان کے عمل اور ان کی سنت کو بدعت کہنے والا ان کے رشد وہدایت کا منکر ہے۔

خلفائے راشدین کوئی عمل جاری کریں تو وہ شریعت ہے

ابن تیمیہ کے افکار وخیالات خلفائے راشدین کے بارے میں غیر مقلدوں سے بالکل الگ ہیں، غیر مقلدین نے صحابہؓ کرام اور خلفائے راشدین کے بارے میں جو کچھ لکھا ہے اسکو پڑھئے تو معلوم ہوتا ہے کہ ان کے قلوب میں خلفائے راشدین کی کوئی عظمت واہمیت نہیں ہے، وہ بلا تکلف ان کو حرام ومعصیت کا مرتکب بتلاتے ہیں، اور ان کی سنتوں پر بدعت ہونے کی پھبتی کستے ہیں، لیکن ابن تیمیہ کا عقیدہ ومسلک یہ ہے کہ ان کے نزدیک جس طرح سے آنحضور ﷺ کی سنت دین وشریعت ہے اسی طرح خلفائے راشدین کی بھی سنت دین وشریعت ہے، ایک جگہ محرم کے بیان میں فرماتے ہیں کہ:

ولم يسن رسول الله ﷺ ولا خلفائه الراشدون في يوم عاشوراء شيئا من هذه الامور۔ ص ۳۱۰ ج ۲۵

یعنی عاشوراء محرم میں جو بعض لوگ کھانے پینے کا اہتمام کرتے ہیں وہ نہ تو آنحضور ﷺ کی سنت ہے اور نہ ہی خلفائے راشدین کا عمل اور طریقہ تھا۔

اس کلام سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ جس طرح دین و شریعت میں آنحضور ﷺ کی سنت دلیل شرعی ہے، اس طرح خلفائے راشدین کی سنت بھی دلیل شرعی ہے، آنحضور ﷺ کے عمل کی طرح خلفائے راشدین کا عمل بھی مسنون عمل کہلاتا ہے۔

حضرت عمرؓ کے بارے میں ابن تیمیہ کے بلند کلمات

غیر مقلدین نے خلفائے راشدین میں سے بطور خاص حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے بارے میں جس طرح کے کلمات استعمال کئے ہیں اس کے تصور سے روح کانپ جاتی ہے، اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ان کے منہ میں شیعوں کی زبان گھس آئی ہے، اب دیکھئے بطور خاص حضرت عمرؓ کے بارے میں ابن تیمیہ کے خیالات کیسے اور کیا ہیں؟ فرماتے ہیں کہ:

حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے بعد عمر فاروق خلیفہ ہوئے، انھوں نے مجوسی اور نصاریٰ کفار کو مغلوب کیا، اسلام کو عزت بخشی، اسلامی شہر بسائے، لوگوں کیلئے عطیئے مقرر کئے، دیوانی اور دفاتر مقرر فرمائے، عدل کو پھیلایا، سنت کو قائم کیا، اسلام نے ان کے زمانے میں خوب غلبہ پایا اور اللہ کے اس وعدہ کی تصدیق سامنے آگئی۔ هو الذی ارسل رسوله بالهدیٰ و دین الحق لیظهره علی الدین کله و کفیٰ بالله شهیداً، اسی طرح سے اللہ کا یہ وعدہ بھی ان کے زمانہ میں پورا ہوا۔ وعد الله الذین آمنوا منکم وعملوا الصلحٰت لیستخلفنهم فی الارض کما استخلف الذین من قبلهم و لیمکنن لهم دینهم الذی ارتضیٰ لهم ولیبدلنهم من بعد خوفهم امنا یعبدوننی ولا یشرکون بی شیئا. (۱) ص ۳۰۴ ج ۳۵

صحابہ کا اجماع دلیل قطعی ہے

غیر مقلدین اجماع صحابہ کے منکر ہیں، ان کے نزدیک دلیل شرعی صرف دو چیزیں ہیں: کتاب اللہ اور حدیث رسول، اور ابن تیمیہ فرماتے ہیں کہ دین کی بنیاد تین چیزوں پر ہے، ایک چیز اجماع بھی ہے، اور صحابہ کا اجماع تو دلیل قطعی ہے، فرماتے ہیں:

فاجماعهم حجة قطعية (ص ۲۵۲ ج ۲۲)
یعنی صحابہ کا اجماع دلیل قطعی ہے۔

حضرت عبداللہ بن مسعود کی منقصت جنس روافض سے ہے

غیر مقلدین کے علماء کے بیانات آپ نے پڑھے ان سے آپ نے اندازہ لگایا کہ حضرت عبداللہ بن مسعود کے خلاف ان کے دلوں میں کیسا بغض بھرا ہوا ہے، مگر حضرت شیخ الاسلام کا حضرت عبداللہ بن مسعود کے بارے میں کیا خیال ہے؟ ابن تیمیہ حضرت عبداللہ بن مسعود کے فضائل و مناقب بیان کرنے کے بعد فرماتے ہیں:

وسئل علي عن علماء الناس فقال واحد بالعراق ابن مسعود، وابن مسعود في العلم من طبقة عمر وعلي

(۱) پہلی آیت کا ترجمہ: وہی ہے جس نے بھیجا اپنا رسول سیدھی راہ پر اور سچے دین پر تا کہ وہ اوپر رکھے اس کو ہر دین سے اور کافی ہے اللہ حق ثابت کرنے والا۔

اور دوسری آیت کا ترجمہ یہ ہے: وعدہ کر لیا اللہ نے ان لوگوں سے جو تم میں ایمان لائے ہیں اور کئے ہیں انھوں نے نیک کام، البتہ پیچھے حاکم کر دیگا ان کو ملک میں جیسا حاکم کیا تھا ان سے اگلوں کو اور جمادے گا ان کیلئے دین ان کا، جو پسند کر دیا ان کے واسطے اور دے گا ان کو ان کے ڈر کے بدلے میں امن، میری بندگی کریں گے اور شرک نہ کریں گے۔

وابی معاذ وهو من الطبقة الاولیٰ من علماء الصحابة فمن قدح فیه او قال هو ضعیف الراویة فهومن جنس الرافضة الذین یقدحون فی ابی بکر و عمر و عثمان و ذلك یدل علی افراط جهله بالصحابة و زندقته و نفاقه.
ص ۵۳۱ ج ۴ فتاویٰ

یعنی حضرت علی رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا کہ صحابہ میں سے علماء کون ہیں، تو آپ نے فرمایا عالم تو ایک ہی ہیں اور وہ عراق میں حضرت ابن مسعود ہیں، ابن مسعود رضی اللہ عنہ علم میں حضرت عمر، حضرت علی، حضرت ابی، حضرت معاذ کے طبقہ کے صحابی تھے، علماء صحابہ میں ان کا شمار طبقہ اولیٰ میں ہوتا ہے، اب جو ان کی برائی کرے یا یہ کہے کہ وہ روایت میں کمزور تھے تو از قسم رافضی ہے، جو ابوبکر اور عمر اور عثمان کی شان میں بیہودگی کرتے ہیں، یہ دلیل ہے کہ وہ شدید قسم کا جاہل ہے، زندیق اور منافق ہے۔

حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے علم سے دنیا کو بھر دیا

گزر چکا ہے کہ غیر مقلدین حضرات عبداللہ بن عباس کے بارے میں بھی کیسی خراب زبان استعمال کرتے ہیں، ابن تیمیہ حضرت عبداللہ بن عباس کے مقام بلند کو بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ حبر الامة (امت کے زبردست عالم) اور ترجمان القرآن تھے، اللہ نے ان کے فہم میں برکت عطا کی تھی۔ کتاب وسنت سے مسائل شرعیہ اخذ کیا کرتے تھے۔

حتی ملأ الدنیا علماً و فقهاً . ص ۹۴ ج ۴

کہ انھوں نے دنیا کو علم وفقہ سے بھر دیا۔

حضرت امیر معاویہ اور حضرت عمرو ابن العاص اور حضرت ابوسفیان وغیرہ ابن تیمیہ کی نظر میں

غیر مقلد عالم نواب وحید الزماں نے حضرت معاویہ، حضرت سفیان، اور حضرت عمرو بن العاص وغیرہ کے متعلق بہت سخت کلام کیا ہے، ناظرین اس کو ملاحظہ فرما چکے ہیں، لیکن ابن تیمیہ ان حضرات کے بارے میں فرماتے ہیں:

کانوا هولاء المذکورون من احسن الناس اسلاما واحمدهم سیرة لم یتهموا بسوء ...... بل ظهر منهم من حسن السلام و طاعة الله و رسوله و حب الله و رسوله والجهاد فی سبیل الله وحفظ حدود الله .

(ص ۵۴ ج ۴)

یہ تمام مذکورہ لوگ بہترین اسلام والے تھے ان کی سیرت قابل تعریف تھی، کسی برائی سے متہم نہیں تھے، ان سے ان کے اسلام کی خوبی ظاہر ہوتی، اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت اور اللہ اور اس کے رسول کی محبت ظاہر ہوتی۔ انھوں نے اللہ کے راستہ میں جہاد کیا اللہ کی حدود کی حفاظت کی۔

اور بطور خاص حضرت معاویہ کے بارے میں فرماتے ہیں

واتفق العلماء أن معاویة افضل ملوك هذه الامة فان الاربعة قبله کانوا خلفاء نبوة وهو اول الملوك ، کان ملکه ملکا و رحمة کما جاء فی الحدیث یکون الملك نبوة و رحمة ثم تکون خلافة ورحمة ثم یکون ملکا و رحمة۔ ص ۴۷۸ ج ۴

یعنی علماء کا اتفاق ہے کہ حضرت معاویہ اس امت کے

سب سے بہتر بادشاہ تھے، آپ سے پہلے چاروں خلفاء نبوت تھے، حضرت معاویہ اس امت کے پہلے بادشاہ ہیں، آپ کی بادشاہت رحمت والی بادشاہت تھی، جیسا کہ حدیث میں ہے کہ بادشاہت نبوت ہوگی اور رحمت ہوگی۔ پھر خلافت ہوگی اور رحمت ہوگی، پھر ملوکیت ہوگی اور رحمت ہوگی۔

حضرت ابوذر اور حضرت حذیفہ

حضرت ابوذر اور حضرت حذیفہ کے بارے میں غیر مقلد عالم حکیم فیض عالم کے خیالات سے اس کتاب کے پڑھنے والے آگاہ ہو چکے ہیں۔ ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ بہت سے صحابہؓ کرام کا نام لینے کے بعد جن میں حضرت عبداللہ بن مسعود، حضرت ابوذر غفاری اور حضرت حذیفہ بھی ہیں، ان حضرات کے بارے میں اپنا خیال یوں ظاہر کرتے ہیں۔

ممن کان اخص الناس بالرسول واعلمهم بباطن امورہ واتبعهم لذلك۔ ص۹۱ ج ۴

یعنی یہ حضرات ان صحابہ کرام میں سے تھے جن کا تعلق آنحضور اکرم ﷺ سے بہت خصوصیت کا تھا آپ کے باطن امور کو یہ حضرات خوب جاننے والے تھے، اور آپ ﷺ کی ان باتوں کے خود مطیع و فرمانبردار تھے۔

جن صحابہ کرام کے بارے میں غیر مقلدین کے قلم سے سب و شتم کے انداز کی باتیں ظہور میں آئی ہیں۔ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ کا ان کے بارے میں یہ خیال ہے۔

ہمارے سامنے شیخ الاسلام ابن تیمیہؒ کی اس موضوع سے متعلق اور بہت سی باتیں ہیں، چونکہ مجھے مختلف وجوہ سے اس تحریر کو بہت زیادہ طول

نہیں دیتا ہے اس وجہ سے میں ان باتوں کو نظرانداز کرتا ہوں، میں توقع کر رہا ہوں کہ اس تحریر سے میرا جو مقصود تھا وہ پورا ہو گیا، یعنی یہ واضح ہو گیا کہ صحابہ کرام کے بارے میں شیخ الاسلام ابن تیمیہ اور غیر مقلدین کے نقطۂ نظر اور فکر و عقیدہ کے درمیان بہت فاصلہ ہے، بلکہ دونوں میں زمین و آسمان کا فرق ہے، اس لئے غیر مقلدوں کا یہ دعویٰ باطل ہے کہ ان کا مذہب و مسلک اور فکر و عقیدہ شیخ الاسلام یا ان کے متبعین جیسا ہے۔

والحمدللہ اولا و آخرا والسلام علی من اتبع الھدیٰ

و صلی اللہ علی النبی وسلم

محمد ابوبکر غازیپوری

۶ر محرم الحرام ۱۴۲۲ھ

Www.Ahlehaq.Com